بلاک نمبر 2 عصر اسلامی واموی

اکائی نمبر : 5 الخطبۃ البتراء از زیاد بن ابیہ – اور – خطبۃ العراق از حجاج بن یوسف الثقفی

اکائی کے اجزاء ومشمولات:

5.1	الخطبۃ البتراء از زیاد بن ابیہ
5.1.1	تمہید : اموی دور میں خطابت
5.1.1.1	اموی دور میں فن خطابت کے ترقی کے اسباب
5.1.1.2	سیاسی اسباب
5.1.1.3	دینی اسباب
5.1.1.4	عقلی اسباب
5.1.2	اغراض ومقاصد
5.1.3	متن سبق : خُطْبَۃُ زِیَادِ بْنِ أَبِیْہِ
5.1.3	صاحب متن کا تعارف : زیاد بن ابیہ
5.1.3.1	پیدائش اور حالات زندگی
5.1.3.2	اخلاق اور خداداد صلاحیتیں
5.1.4	متن کا ترجمہ : خطبہء زیاد بن ابیہ
5.1.5	لغوی تحقیق
5.1.6	ادبی صنف کا تعارف
5.1.7	متن سبق کا موضوع
5.1.8	متن سبق کی توضیح وتشریح
5.1.9	متن کی خصوصیات
5.1.10	اسلوبی خصوصیات
5.1.11	خلاصہ : خطبۃ زیاد بن ابیہ
5.1.12	نمونہ سوالات
5.1.13	مطالعہ کیلئے مفید کتابیں
5.2	خطبۃ العراق از حجاج بن یوسف الثقفی
5.2.1	تمہید
5.2.2	اغراض ومقاصد

5.2.3 متن سبق : خُطْبَةُ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ الثَّقَفِيِّ

5.2.4 صاحب سبق کا تعارف : حجاج بن یوسف ثقفی

5.2.4.1 پیدائش اور حالات زندگی

5.2.4.2 حجاج کے اخلاق اور خداداد صلاحیتیں

5.2.5 متن کا ترجمہ : خطبہ حجاج بن یوسف

5.2.6 لغوی تحقیق

5.2.7 ادبی صنف کا تعارف

5.2.8 متن سبق کا موضوع

5.2.9 متن سبق کی توضیح وتشریح

5.2.10 متن کی خصوصیات

5.2.11 اسلوبی خصوصیات

5.2.12 خلاصہ

5.2.13 نمونہ سوالات

5.2.14 مطالعہ کیلئے مفید کتابیں

5.1 الخطبۃ البتراء از زیاد بن ابیہ

5.1.1 تمہید : اموی دور میں خطابت :

عربی ادب کی تاریخ میں بنوامیہ کا دور اس اعتبار سے بہت نمایاں ہے کہ اس زمانے میں نثر کے فن خطابت یا تقریر کو ایسی ترقی ہوئی اور ایسے شعلہ بار، یکتائے روزگار جادو بیان اور فصیح و بلیغ مقررین پیدا ہوئے جن کی نظیر مشکل سے ملتی ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ تو عربوں کی زبان و بیان کی فطری اور جبلی صلاحیت ہے۔

بنوامیہ کی حکومت کی بنیاد حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پیدا شدہ ایسے سخت حالات اور ایسی سیاسی اور دینی شکست و ریخت کے زمانے میں پڑی جس نے دنیائے اسلام میں ایک ہلچل اور اتھل پتھل کی سی کیفیت پیدا کردی تھی، عالم اسلام کے اس زمانے کے فتنہ وفساد اور ہنگامہ آرائیوں کے نتائج سے بچانے کے لئے جس ہتھیار سے سب سے زیادہ کام لیا گیا وہ خطابت یا تقریر تھی، زبان کے اس ہتھیار کو بنوامیہ اور ان کے مخالفین دونوں نے ایک دوسرے کو زیر کرنے کی غرض سے پوری طرح استعمال کیا، جس کا نتیجہ خالص علمی و ادبی نقطہ نظر سے یہ ظاہر ہوا کہ نثر کے اس صنف کو اس زمانے میں وہ ترقی ہوئی جو کسی دوسرے دور میں نہ ہوسکی، اس ترقی میں اموی حکمرانوں اور امراء اور سپہ سالاروں کا بڑا اہم حصہ ہے۔

اموی حکمرانوں اور ذمہ داروں نے بسا اوقات زبان کے ہتھیار سے وہ کام لیا جو ایک لشکر جرار یا تلوار جوہر دار سے نہیں لیا جاسکتا تھا ، راویوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے بعض اوقات اپنی شرر باری، اور بعض اوقات اپنی گہرباری سے پورے مجمع کو جو کبھی ان کا اور امویوں کا سخت جانی دشمن تھا، ایسا رام کیا کہ دل سے نہ سہی زبان سے ضرور ان کا کلمہ پڑھنے لگا، اور فرط تاثر میں ان کے احکام کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگا، چنانچہ امویوں کے ظالم اور جلاد گورنر حجاج بن یوسف ثقفی کے بارے میں بزرگ لوگ کہا کرتے تھے کہ جب یہ بولنا شروع کرتا ہے تو ایسا لگتا ہے یہی حق پر ہے اور ہم سب باطل پر ہیں، اس کے اندازِ گل افشانیِ گفتار کا یہ عالم تھا کہ مجمع پر ایک سکتہ کا سماں چھا جاتا تھا، اسی لئے امویوں کی یہ تقریریں اپنی سحر آفرینی، اثر اندازی اور زبان و بیان کی معجز نمائی کی وجہ سے عربی ادب میں شہ پاروں کی حیثیت رکھتی ہیں اور آج تک درسگاہوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔

5.1.1.1 اموی دور میں فن خطابت کے ترقی کے اسباب :

اموی دور میں فن خطابت کی ترقی اور گرم بازاری میں جن اسباب وعوامل نے اہم رول ادا کیا، ان میں سب سے زیادہ اہم تین ہیں :
(۱) سیاسی (۲) دینی (۳) عقلی۔

5.1.1.2 سیاسی اسباب :

بنوامیہ کی حکومت قائم ہوتے ہی، عالم اسلام میں ایک اتھل پتھل کی سی کیفیت پیدا ہوگئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ کو بڑی بے دردی سے قتل کیا گیا تھا، حضرت عثمانؓ بنوامیہ سے تعلق رکھتے تھے، چنانچہ امویوں اور ان کے ہمنواؤں نے حضرت علیؓ سے خلیفہ ہونے کے بعد ان قصاص (قاتل کو مظلوم مقتول کے بدلہ میں بطور سزا قتل کرنا) کا مطالبہ شروع کیا، اس گروہ کے لیڈر مشہور صحابی حضرت امیر معاویہؓ تھے، جو ان دنوں شام کے گورنر تھے اور وہاں انہوں نے ایک منظم، مضبوط اور تربیت یافتہ فوج تشکیل دے رکھی تھی۔

حضرت علیؓ ان لوگوں سے کہتے تھے کہ پہلے آپ لوگ ہمارے ہاتھ پر بیعت کرکے مجھے خلیفہ تسلیم کیجئے، اس کے بعد شریعت کے مطابق حضرت عثمانؓ کے قصاص کا دعوی کیجئے، اور مجرموں کا پتہ لگانے اور ان کو سزا دینے میں میری مدد کیجئے اور میرا ہاتھ بٹائیے، لیکن حضرت علی

کے مخالفین مع امیر معاویہ کے اس بات پر راضی نہ ہوئے ، اور معاملہ اتنا خراب ہوگیا کہ حضرت معاویہ کی فوج اور ان کے ہمنواؤں اور حضرت علی کی فوج اور ان کے ہمنواؤں کے درمیان صفین کی جنگ ہوئی ، جب اس جنگ میں حضرت علی کا پلہ بھاری ہونے لگا اور حضرت معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو شکست کا خطرہ ہونے لگا تو انہوں نے بیچ لڑائی میں قرآن کو نیزوں پر چڑھا کر اعلان شروع کردیا کہ آپس میں مسلمانوں کا خون بہانے سے اچھا یہ ہے کہ ہم قرآن کو اپنا ثالثی مان کر اس کے حکم کے مطابق اپنے اختلافات کا فیصلہ کرلیں ، قرآن کا نام آنا تھا کہ سپاہیوں کے نیزے اور تلواریں نیچے آنے لگیں اور ان میں سے اکثر نے قرآن کی ثالثی ماننے کا نعرہ شروع کیا ، حضرت علی اس چال کو سمجھ گئے لیکن حالات کے تقاضے اور لوگوں کے دباؤ سے ثالثی پر تیار ہوگئے۔

حضرت علی کا ثالثی پر تیار ہونا تھا کہ ان کی فوج کے ایک حصہ نے ان کی بیعت توڑ دی اور ان کی اطاعت سے نکل گئی ، اور اس طرح ان لوگوں کا نام ''خوارج'' یعنی جماعت سے نکلے ہوئے پڑگیا ، اور اسلام میں شیعہ فرقہ کے بعد یہ دوسرا سیاسی فرقہ تھا ، جس نے دین کے پردے میں سیاسی روپ اپنایا تھا ، حضرت علی نے ان لوگوں کو بہت سمجھانے کی کوشش کی ، لیکن ان کی سمجھ میں بات نہیں آئی اور وہ مستقل حضرت علی کے مخالف رہے ، یہاں تک کہ انہیں خارجیوں میں سے ایک خارجی ابن ملجم نے حضرت علی کو شہید کردیا ، اور اس طرح میدان سیاست میں حضرت معاویہ اور ان کے خلفاء رہ گئے جن کا مرکز شام تھا ، چنانچہ اب خارجی ان سے بھڑنے لگے ، ان لوگوں کا کہنا تھا کہ خلافت کو صرف قریش میں رکھنا اسلام کے خلاف ہے ، یہ قریشیوں کی میراث نہیں ہے بلکہ جو مسلمان بھی شریعت اور دین کی رو سے اپنی دینداری زہد و تقوی اور طہارت کی وجہ سے اس کا اہل ہو اسے مسلمانوں کے مشورہ سے خلیفہ مقرر کرنا چاہئے ، چاہے وہ ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو ، یہ فرقہ حضرت عثمان اور حضرت علی دونوں کو گمراہ سمجھتا تھا اور ان کے ماننے والوں کو کافر اور ان کو قتل کردینا جائز سمجھتا تھا اور اسلامی ملکوں کو دار حرب مانتا تھا ، انہوں نے مخالفوں سے نبرد آزمائی کے لئے اپنی تنظیم مضبوط کی ، اور عبداللہ بن وھب الراسبی کو اپنا امیر المؤمنین منتخب کیا ، یہ لوگ اپنے عقیدے میں بڑے سخت ، ایمان میں بڑے مستحکم ، اور اپنے اصول و نظریات میں بڑے متشدد تھے ، یہ فرقہ بھی اندرونی اختلافات کی وجہ سے تقریبا بائیس فرقوں میں بٹ گیا جن میں پانچ بہت مشہور گزرے ہیں جن کا الگ الگ امیر تھا۔

حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد ان بیٹا یزید بن معاویہ تخت خلافت پر بیٹھا ، خلیفہ جیسی اہم شخصیت کے لئے جن اہم صفات کی ضرورت تھی ان کے فقدان کی وجہ سے عوام کے علاوہ خواص امت میں سے بھی بہت سے لوگ اس کو ناپسند کرتے تھے ، چنانچہ اس وقت بنوامیہ کے مخالفوں اور یزید کو ناپسند کرنے والوں کی خاصی تعداد ہوگئی جن میں پیش پیش شیعان علی تھے ، ان لوگوں کا مرکز کوفہ تھا ، شیعان علی کا جو اسلام کا پہلا فرقہ تھا ، عقیدہ تھا کہ حضرت علی کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کی رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی ، اس لئے حضرت علی وصی (یعنی جس کے لئے کسی بات کی وصیت کی گئی ہو) تھے ، چنانچہ یہ لوگ خلفاء راشدین میں سے تین کے منکر ہوگئے اور حضرت فاطمہ ؓ کی اولاد کو اوصیاء سمجھ کر اپنا امام تسلیم کرتے رہے ، مگر یہ بھی کئی فرقوں میں بٹ گئے جن میں کچھ معتدل اور کچھ غالی تھے۔

شیعوں اور خوارج کے علاوہ ایک تیسری پارٹی بھی ان دنوں ابھری جس کی قیادت عبداللہ بن زبیر ؓ کر رہے تھے ، مگر عبدالملک بن مروان کے مرد آہنی حجاج بن یوسف ثقفی نے ان قتل کرکے ان کی حکومت کا خاتمہ کردیا۔

یہ تمام دینی پارٹیاں (جو دراصل سیاسی پارٹیاں تھیں) لوہے کی تلوار سے کہیں زیادہ زبان کی تلوار سے کام لیتے تھے ، چنانچہ یہ سب پارٹیاں اور یہ سب گروہ اپنی قوت بیانی کے ذریعہ ایک دوسرے کی مخالفت اور گمراہی کے دعوے کرتے اور دلیلیں دے کر عوام الناس کو سمجھا کر اپنے ساتھ کرنے کی کوشش کرتے تھے ، ان کے جواب میں ان کے مخالفین ان پر تنقید کرتے ، اس بحث و مباحثہ اور مناقشہ و مناظرہ میں عربی خطابت کو ترقی کرنے کا بہت موقع ملتا ، اس لئے کہ ہر ایک اچھی سے اچھی زبان بولنے کی کوشش کرتا ، تا کہ زبان کے ذریعہ لوگوں کے دلوں

میں اتر کر اپنی بات ان کے ذہنوں میں اتار دے۔

5.1.1.3 دینی اسباب:

صاحب بصیرت علماء اور اصحاب فکر ونظر فضلاء کے درمیان دینی مسائل میں اختلافات پیدا ہوتے رہتے تھے، ان اختلافات اور کلامی موشگافیوں کے نتیجہ میں مختلف چھوٹے بڑے دینی فرقے پیدا ہو گئے جیسے جبریہ، قدریہ، مرجئہ اور معتزلہ، ان سب دینی فرقوں کو اپنا نظریہ سمجھانے اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر کی کاٹ اور بطلان کے لئے زبان ہی کا سہارا لینا پڑتا تھا، چنانچہ دینی مسائل میں ایک خاص قسم کی بحث ومباحثہ کے نتیجہ میں ''مناظرہ'' کا فن پیدا ہوا جو درحقیقت تقریر ہی کی ایک مخصوص اور بہت اہم قسم ہے، چنانچہ ان مناظروں سے اموی دور میں ایک بالکل نیا علم پیدا ہوا جسے اصطلاح میں ''علم کلام'' کہا جاتا ہے، علم کلام کے وجود، اس کی ترقی اور ترویج نے بھی فن خطابت کو بڑی ترقی دی۔

اسی زمانہ میں دینی حلقہ سے ایک دوسرا گروہ بھی پیدا ہوا، جسے دینی قصہ گو اور واعظوں کا حلقہ کہتے تھے، یہ حلقہ جمع اور عیدین میں خطبہ دینے والے وعاظ کی علاوہ تھا، یہ قصہ گو اور واعظ عام طور سے حلقوں کی شکل میں بیٹھ کر لوگوں کو قرآن شریف کی تفسیر سناتے تھے جسے دل چسپ بنانے کے لئے سنے سنائے قصے اور روایتیں بھی نقل کرتے جاتے تھے۔

5.1.1.4 عقلی اسباب :

اموی دور میں تقریر کو غیر عرب عناصر کے اسلام میں داخل ہونے اور ان کی عقلیت پسند طبیعت اور مزاج سے بھی ترقی کرنے کا بڑا موقع ملا، کیونکہ ان کی ناقدانہ طرز استدلال اور عقلیت پسند طریق کلام نے عربوں کے ذہنوں کے دریچوں کو کھولا، اس عجمی حلقہ میں زیادہ تر موالی (آزاد کردہ غلام یا اسلام میں داخل کام کاج کرنے والے غیر عرب) تھے، جن کی اپنی ایک تہذیب اور علمی ورثہ تھا، ان کی وجہ سے عرب نہ صرف ذہنی اعتبار سے متاثر ہوئے بلکہ علم وفن میں تنوع پیدا ہونے کے علاوہ زبان وبیان کے نکھارنے اور سدھارنے میں بھی ان کا بہت اہم رول رہا، اس طرح خطابت کی نشوونما میں بالواسطہ ان کا حصہ رہا۔

مذکورہ بالا اسباب وعوامل نے بنو امیہ کے زمانہ میں فن خطابت کو اتنی ترقی دی کہ اس کی مثال دوسرے زمانوں میں نہیں ملتی، مختلف مواقع اور حالات کے تحت تقریروں کے ہونے کی وجہ سے اس زمانہ میں فن خطابت کی تین قسمیں پیدا ہوئیں

(۱) سیاسی تقریریں

(۲) درباری تقریریں

(۳) دینی تقریریں

اموی حکومت کے گورنروں اور والیوں میں فن خطابت میں دو مقررین نے بڑا نام پیدا کیا ہے، زبان وبیان، انداز خطابت، اثر اندازی اور سحر طرازی میں وہ اعجاز دکھایا ہے کہ ان کا مقابلہ اس دور کا کوئی مقرر شاید نہ کر سکے، انہیں دونوں مقرروں اور گورنروں کے ناخن تدبیر اور شعلہ بار تقریروں کا کرشمہ تھا کہ امویوں کی حکومت، کوفہ جیسے فتنہ وفساد کی جگہ میں اس طرح جمی کہ پھر اس علاقہ میں نہ کوئی شورش ہوئی اور نہ کوئی فرد یا جماعت ان کے مقابلہ میں نبرد آزما ہو سکی اور یہ دونوں مقرر ہیں : زیاد بن ابیہ اور حجاج بن یوسف ثقفی۔

5.1.2 اغراض ومقاصد :

اس یونٹ کو پڑھنے سے عصر اموی میں فن خطابت کے ترقی کے اسباب وعوامل، زیاد بن ابیہ اور حجاج بن یوسف ثقفی کے خطبوں کی

ادبی اہمیت اور عربی ادب میں ان کے مقام ومرتبہ، ان کے اسلوب بیان کے متعلق تفصیلات سے آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

5.1.3 متن سبق : خُطْبَةُ زِيَادِ بْنِ أَبِيْهِ :

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ الْجَهَالَةَ الْجَهْلاءَ ، وَالضَّلالَةَ العَمْيَاءَ ، والغيَّ الْمُوْفِيَ بِأَهْلِهِ عَلَى النَّارِ ، مَا فِيْهِ سُفَهَاؤُكُمْ ، وَيَشْتَمِلُ عَلَيْهِ حُلَمَاؤُكُمْ ، مِنَ الأُمُوْرِ الْعِظَامِ ، يَنْبُتُ فِيْهَا الصَّغِيْرُ وَلا يَتَحَاشَى عَنْهَا الْكَبِيْرُ ، كَأَنَّكُمْ لَمْ تَقْرَؤُوْا كِتَابَ اللهِ ، وَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا أَعَدَّ اللهُ مِنَ الثَّوَابِ الْكَرِيْمِ لأَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَالْعَذَابِ الأَلِيْمِ لأَهْلِ مَعْصِيَتِهِ ، فِيْ الزَّمَنِ السَّرْمَدِيِّ الَّذِيْ لا يَزُوْلُ . أَ تَكُوْنُوْنَ كَمَنْ طَرَفَتْ عَيْنَيْهِ الدُّنْيَا ، وَسَدَّتْ مَسَامِعُهُ الشَّهَوَاتِ ، وَاخْتَارَ الْفَانِيَةَ عَلَى الْبَاقِيَةِ؟ وَلا تَذْكُرُوْنَ أَنَّكُمْ أَحْدَثْتُمْ فِيْ الإِسْلامِ الْحَدَثَ الَّذِيْ لَمْ تَسْبِقُوْا إِلَيْهِ :مِنْ تَرْكِكُمْ الضَّعِيْفَ يُقْهَرُ ، وَالضَّعِيْفَةَ الْمَسْلُوْبَةَ بِالنَّهَارِ لا تُنْصَرُ ، وَالْعَدَدُ غَيْرُ قَلِيْلٍ ، وَالْجَمْعُ غَيْرُ مُفْتَرِقٍ . أَلَمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ نُهَاةٌ يَمْنَعُوْنَ الْغُوَاةَ عَنْ دَلَجِ اللَّيْلِ وَغَارَةِ النَّهَارِ؟ قَرَّبْتُمُ الْقَرَابَةَ ، وَبَاعَدْتُمُ الدِّيْنَ . تَعْتَذِرُوْنَ بِغَيْرِ الْعُذْرِ ، وَتَغُضُّوْنَ عَلَى النُّكْرِ ، كُلُّ امْرِئٍ مِّنْكُمْ يَرُدُّ عَنْ سَفِيْهِهِ ، صَنِيْعَ مَنْ لا يَخَافُ عَاقِبَةً وَلا يَرْجُوْ مَعَادًا . مَا أَنْتُمْ بِالْحُلَمَاءِ ، وَلَقَدْ اتَّبَعْتُمُ السُّفَهَاءَ ، فَلَمْ يَزَلْ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ مِنْ قِيَامِكُمْ دُوْنَهُمْ حَتّى انْتَهَكُوْا حُرَمَ الإِسْلامِ ، ثُمَّ أَطْرَقُوْا وَرَاءَكُمْ كُنُوْساً فِيْ مَكَانِسِ الرِّيَبِ . حَرَامٌ عَلَيَّ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ حَتّى أُسَوِّيَهَا بِالأَرْضِ هَدْماً وَإِحْرَاقاً . إِنِّيْ رَأَيْتُ آخِرَ هَذَا الأَمْرِ لا يَصْلَحُ إِلا بِمَا صَلَحَ بِهِ أَوَّلُهُ: لِيْنٌ فِيْ غَيْرِ ضُعْفٍ ، وَشِدَّةٌ فِيْ غَيْرِ عُنْفٍ . وَإِنِّيْ لأُقْسِمُ بِاللهِ لآخذن الْوَلِيَّ بِالْمَوْلى ، وَ الْمُقِيْمَ بِالظَّاعِنِ ، وَالْمُطِيْعَ بِالْعَاصِيْ وَالصَّحِيْحَ بِالسَّقِيْمِ ، حَتّى يَلْقَى الرَّجُلُ أَخَاهُ فَيَقُوْلُ :اُنْجُ سَعْدُ فَقَدْ هَلَكَ سُعَيْدٌ! أَوَ تَسْتَقِيْمُ قَنَاتُكُمْ . إِنَّ كِذْبَةَ الأَمِيْرِ بِلْقَاءُ مَشْهُوْرَةٌ ، فَإِذَا تَعَلَّقْتُمْ عَلَيَّ بِكِذْبَةٍ فَقَدْ حَلَّتْ لَكُمْ مَعْصِيَتِيْ . فَإِذَا سَمِعْتُمُوْهَا مِنِّيْ فَاغْتَمِزُوْهَا فِيَّ . وَاعْلَمُوْا أَنَّ عِنْدِيْ أَمْثَالَهَا مَنْ نَقَبَ مِنْكُمْ عَلَيْهِ فَأَنَا ضَامِنٌ لِمَا ذَهَبَ مِنْ مَالِهِ ، فَإِيَّايَ وَدَلَجُ اللَّيْلِ ، فَإِنِّيْ لا أُوْتِيَ بِمُدْلِجٍ إِلا سَفَكْتُ دَمَهُ ، وَقَدْ أَجَّلْتُكُمْ فِيْ ذلِكَ بِمِقْدَارِ مَا يَأْتِيْ الْخَبَرُ الْكُوْفَةَ وَيَرْجِعُ إِلَيْكُمْ . وَإِيَّايَ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ، فَإِنِّيْ لا أَجِدُ أَحَداً دَعَا بِهَا إِلا قَطَعْتُ لِسَانَهُ . وَقَدْ أَحْدَثْتُمْ أَحْدَاثاً لَمْ

تكُنْ ، وَقَدْ أَحدَثْنَا لِكُلِّ ذَنْبٍ عُقُوْبَةً فَمَنْ أَغْرَقَ قَوْماً أَغْرَقْنَاهُ ، وَ مَنْ أَحْرَقَ قَوْماً أَحْرَقْنَاهُ ، وَمَنْ نَقَبَ بَيْتاً نَقَبْنَا عَنْ قَلْبِهِ ، وَمَنْ نَبَشَ قَبْراً دَفَنَّاهُ فِيْهِ حَيًّا ، فَكُفُّوْا عَنِّيْ أَيْدِيَكُمْ وَأَلْسِنَتَكُمْ أَكُفُّ عَنْكُمْ يَدَيَّ وَلِسَانِيْ ، وَلا تَظْهَرُ مِنْ أَحَدِكُمْ رِيْبَةٌ بِخِلافِ مَا عَلَيْهِ عَامَّتُكُمْ إِلا ضَرَبْتُ عُنُقَهُ ، وَقَدْ كَانَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ قَوْمٍ إِحَنٌ ، فَجَعَلْتُ ذلِكَ دُبُرَ أُذُنِيْ وَتَحْتَ قَدَمِيْ . إِنِّيْ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ أَحَدَكُمْ قَدْ قَتَلَهُ السَّلُّ مِنْ بُغْضِيْ لَمْ أَكْشِفْ لَهُ قِنَاعاً ، وَلَمْ أَهْتِكْ لَهُ سِتْراً حَتّى يُبْدِيَ لِيْ صَفْحَتَهُ ، فَإِذَا فَعَلَ ذلِكَ لَمْ أُنَاظِرْهُ . فَاسْتَأْنِفُوْا أُمُوْرَكُمْ ، وَأَعِيْنُوْا عَلَيَّ أَنْفُسَكُمْ ، فَرُبَّ مُبْتَئِسٍ بِقُدُوْمِنَا سَيَسُرُّ ، وَمَسْرُوْرٍ بِقُدُوْمِنَا سَيَبْتَئِسُ .

أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنَّا قَدْ أَصْبَحْنَا لَكُمْ سَاسَةً ، وَعَنْكُمْ ذَادَةً ، نَسُوْسُكُمْ بِسُلْطَانِ اللهِ الَّذِيْ أَعْطَانَا ، وَنَذُوْدُ عَنْكُمْ بِفَيْءِ اللهِ الَّذِيْ خَوَّلَنَا . فَلَنَا عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا أَحْبَبْنَا ، وَلَكُمْ عَلَيْنَا الْعَدْلُ فِيْمَا وُلِّيْنَا ، فَاسْتَوْجِبُوْا عَدْلَنَا وَفَيْئَنَا بِمُنَاصَحَتِكُمْ لَنَا . وَ أَيْمُ اللهِ! إِنَّ لِيْ فِيْكُمْ لَصَرْعَى كَثِيْرَةً فَلْيَحْذَرْ كُلٌّ مِّنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ مِنْ صَرْعَايَ .

5.1.3 صاحب متن کا تعارف : زیاد بن ابیہ:

5.1.3.1 پیدائش اور حالات زندگی:

طبیب عرب حارث بن کلدہ ثقفی کی ایک داشتہ تھی جس کا نام سمیہ تھا اور اس کا ایک رومی غلام تھا جس کا نام عبید تھا، اس نے ان دونوں کی شادی کردی تو سمیہ نے ہجرت کے پہلے سال اس کے ہاں ایک بچے کو جنم دیا لیکن اس میں دوسری نسل کے کچھ آثار تھے، لیکن یہ بچہ بڑھ کر زیرک اور شائستہ بن گیا، ابھی مسلمانوں کی حکومت منظم و مستحکم بھی نہ ہوئی تھی کہ اس بچہ کی فہم وفراست کے جوہر نظر آنے لگے، ابوموسی اشعریؓ (جو حضرت عمرؓ کی جانب سے والئ بصرہ تھے) نے اس کو اپنے ہاں منشی رکھ لیا، تو اس کی صلاحیتیں مزید نکھر گئیں اور اس کی ذہانت کو چار چاند لگ گئے، پھر عہد خلافت فاروقی میں ہی کچھ ایسے مسائل پیش آئے کہ حضرت عمرؓ نے اسے معزول کرنا چاہا، خیانت یا نااہلی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس خوف سے کہ یہ کہیں اپنی ذہانت وفطانت کے بل بوتے پر لوگوں میں اپنا اثر ورسوخ نہ بنالے، حالانکہ حضرت عمرؓ ہی اس سے بڑے بڑے اہم کام لیتے تھے، یہ انہیں کمال صلاحیت اور بغیر تقصیر کے سرانجام دے دیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ اس نے انصار ومہاجرین کی موجودگی میں ایسا خطبہ دیا کہ اس طرح کا خطبہ انہوں نے اس سے قبل نہیں سنا تھا، عمرو بن عاص کہنے لگے، واہ کیا کہنے اس نوجوان کے، اگر یہ قریشی باپ کا بیٹا ہوتا تو اپنی لاٹھی سے عربوں پر حکومت کرتا، ابوسفیان اسے اس قدر چاہتے تھے کہ ایک مرتبہ انہوں نے مجمع عام میں جن میں حضرت علیؓ بھی تھے زیاد کے متعلق کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے، اسلام لانے سے قبل اس کی والدہ مجھ سے ملی تھی لیکن حضرت عمرؓ کے خوف سے انہوں نے اسے اپنے سلسلہ نسب میں داخل نہیں کیا، جب حضرت علیؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے زیاد کی تنظیمی صلاحیتوں، عمدہ رائے اور فصاحت لسان کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے گورنر بنادیا، انہوں نے فضا کو ان کے حق میں سازگار کیا، سرحدوں کو

مستحکم کیااور سیاست کومضبوط کیا، حضرت معاویہؓ نے پھر چاہا کہ ان کی ہمدردی حاصل کریں اوران کو اپنے باپ کی طرف منسوب کر کے اپنا بھائی بنالیں، چنانچہ اس کے بعد انھیں زیاد بن ابی سفیان پکارا جانے لگا لیکن اکثر لوگ اس نسب کا اعتبار نہیں کرتے، پھر حضرت معاویہؓ نے انھیں کوفہ و بصرہ دوشہروں کا گورنر بنایا، یہ پہلے شخص ہیں جن کو دوشہروں کی گورنری دی گئی، یہ چھ ماہ بصرہ میں قیام کرتے تھے اور چھ ماہ کوفہ میں رہتے تھے، ان کی وفات ۵۳ھ میں طاعون کی وبا سے ہوئی۔

5.1.3.2 اخلاق اور خداداد صلاحیتیں:

زیاد بڑے عقل مند، ذہین وفطین اور خوش زبان وخوش الحان تھے، ان کے بارے میں شعبی کا کہنا ہے" میں نے جب بھی کسی کو منبر پر تقریر کرتے ہوئے سنا اور خوش الحانی کا اظہار کرتے ہوئے سنا تو میرا جی چاہا کہ کاش یہ خاموش ہوجائے تاکہ کہیں زیادہ بولنے سے اس کی تقریر کا لطف نہ جاتا رہے لیکن جب زیاد تقریر کرتا میرا دل چاہتا کہ اور زیادہ بولتا جائے کیونکہ وہ جتنا زیادہ بولتا جاتا تھا اس کا انداز بیان انتاہی دلچسپ عمدہ اور رنگین ہوجاتا تھا"۔

زیاد مملکت بنی امیہ کا سب سے زیادہ قابل اعتماد ستون تھا، معاویہ نے انہیں بڑے بڑے اہم کاموں اور آزمائشوں میں ڈالا مگر انہوں نے تمام خرابیوں کو دور کر کے حالات کو خوشگوار بنایا، سزا دینے میں سخت انداز اپنایا، وہ محض تہمت کی بناء پر گرفت کرلیتا اور شبہ کی بناء پر سزا دے دیتا، علانیہ مخالفت کرنے والوں کو قتل کر دیتا اور خفیہ دشمنی کرنے والے سے ربط وتعلق قائم رکھتا، لوگ اس سے اس قدر ڈرتے تھے کہ آپس میں ایک دوسرے کی شرارت سے قطعاً کوئی خطرہ نہ تھا تا آنکہ اگر کسی مرد یا عورت کے ہاتھ سے کوئی چیز گر پڑتی تو کوئی اسے نہ چھیڑتا حتی کہ اس کا مالک خود ہی اسے آکر اٹھاتا اور امن کی وجہ سے کوئی اپنا دروازہ بند نہیں کرتا تھا، یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے بصرہ پہنچنے پر اپنے مشہور نامکمل خطبہ میں جنگی قوانین (مارشل لاء) کے نفاذ کا اعلان کیا۔

5.1.4 متن کا ترجمہ : خطبۂ زیاد بن ابیہ:

امابعد! بے شک خالص جہالت، اندھی گمراہی، آگ میں لے جانے والی سرکشی، جس میں تمہارے نادان اور دانشمند سب پڑے ہوئے ہیں، یہ ان بڑی آفتوں میں سے ہیں جن میں تمہارے چھوٹے پنپ رہے ہیں اور جن سے تمہارے بڑے محفوظ نہیں ہیں، ایسا لگتا ہے کہ تم نے اللہ کی کتاب پڑھی ہی نہیں اور اللہ نے کبھی زوال پذیر نہ ہونے والے ابدی زمانہ میں اپنے فرمانبردار بندوں کے لئے جو اجر وثواب اور نافرمانوں کے لئے جو تکلیف دہ عذاب مقرر کیا ہے گویا تم نے اسے سنا ہی نہیں، کیا تم اس شخص کے مانند ہوگئے ہو جس کی آنکھوں میں دنیا بسی ہوئی ہے اور جس کے کانوں کو خواہشات نے بند کر دیا ہے اور جس نے زوال پذیر (دنیا) کو باقی رہنے والی (آخرت) پر ترجیح دی؟ کیا تم یہ بھول رہے ہو کہ تم نے کمزور اور بے بس پر ظلم وستم کو روا رکھتے ہوئے دن دہاڑے کمزور اور دکھی عورت کو بے یار ومددگار چھوڑ کر ۔حالانکہ دشمن بکثرت اور متحد ہیں۔ اسلام میں ایک ایسی بری مثال قائم کی ہے جس کی نظیر تم سے پہلے لوگوں میں نہیں ملتی، کیا تم میں ایسے منع کرنے والے نہیں ہیں جو سرکشوں کو شب روی اور دن میں لوٹ کھسوٹ سے روک سکیں؟ تم نے رشتہ داری کا لحاظ رکھا لیکن دین کو ترک کر دیا ،بغیر معقول وجہ کے عذر پیش کرتے ہو اور منکرات سے چشم پوشی کرتے ہو، تم میں سے ہر شخص اپنے نادان کی طرف سے ایسے دفاع کرتا ہے جیسے اسے نہ انجام کی فکر ہے اور نہ آخرت کا ڈر، تم لوگ عقلمند نہیں ہو، کیونکہ تم نے بے وقوفوں کی پیروی کی ہے تم مسلسل ان کی پشت پناہی کررہے ہو جس کی وجہ سے انہوں نے اسلام کی حرمتوں کی پامالی کی' پھر انہوں نے تمہاری آڑ لے کر بدمعاشی کے اڈے کھول لئے ' مجھ پر اس وقت تک کھانا پینا حرام ہے جب تک میں ان بے حیائی کے مراکز کو گرایا یا جلا کر زمین دوز نہ کردوں' میرے خیال میں اس معاملہ کی

انتہاءاسی سے درست ہوسکتی ہے جس سے اس کی ابتداء درست ہوئی تھی (یعنی میں) ایسی نرمی اختیار کروں گا جس میں کمزوری کا پہلو نہ ہوگا اور ایسی سختی برتوں گا جس میں بے جا تشدد نہ ہوگا' اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں غلام کے بدلہ مالک کا اور مسافر کے بدلہ مقیم کا اور مجرم کے بدلہ بے قصور کا اور بیمار کے بدلہ تندرست کا مؤاخذہ کرونگا' یہاں تک کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے گا تو کہے گا کہ سعد اپنی جان بچالو سعید تو ہلاک ہوگیا (یعنی جس کو مرنا تھا وہ مرگیا اب تم تو بچنے کی فکر کرو) یا پھر یہ کہ تم درست ہوجاؤ ' بے شک حکمراں کا جھوٹ بہت جلد مشہور ہوجاتا ہے، اگر تمہیں میرا کوئی جھوٹ معلوم ہوجائے تو تمہارے لئے میری حکم عدولی جائز ہے اور جب تم خود مجھ سے جھوٹ سنو تو اس کی وجہ سے مجھ پر نکیر کرو اور سمجھ لو کہ میں اس طرح کے اور بھی جھوٹ بولتا ہوں، تم میں سے جن کے گھر میں نقب زنی ہوگی اس کے تلف شدہ مال کا ذمہ دار میں ہوں' سنو! شب روی کے معاملہ میں مجھ سے ڈرو' کیونکہ میرے پاس جو شب رولایا جائیگا میں اس کا خون بہا دوں گا، اور میری طرف سے اسے سزا ملنے میں صرف اتنی مہلت ملے گی کہ مخبر کوفہ پہنچ کر یہاں واپس آجائے' اور دور جاہلیت کے نعروں کے تعلق سے مجھ سے بچو' جسے میں نے جاہلیت کے نعرے لگاتے ہوئے پکڑ لیا تو میں اس کی زبان کاٹ ڈالونگا' تم نے بہت سی نئی باتیں ایجاد کی ہیں جو سابق میں نہیں تھیں اور ہم نے بھی ہر جرم کے لئے نئی سزائیں مقرر کی ہیں' جو کسی قوم کو غرق کرنے کی کوشش کرے گا ہم اسے ڈبو دیں گے' جو کسی قوم کو نذر آتش کریگا ہم اسے آگ کی نذر کر دینگے' جو کسی کے گھر میں نقب لگائے گا ہم اس کے دل میں نقب لگائیں گے، جو کسی کے لئے گڑھا کھودے گا ہم اسی کو اس میں زندہ دفن کر دیں گے، تم اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو مجھ سے روکو' میں بھی اپنے ہاتھ اور زبان کو تم سے روکوں گا' عوام کے طریقہ کے خلاف کوئی شک واضطراب نظر نہ آنے پائے ورنہ میں اس کی گردن اڑا دوں گا' میرے اور کچھ لوگوں کے درمیان پرانی رنجشیں تھیں جنہیں میں نے دل سے نکال دیا ہے اور انہیں پیروں تلے روند دیا ہے' اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ تم میں سے کسی کو میرے بغض کی وجہ سے سل کی بیماری نے مار دیا ہے تو بھی میں اس کا پردہ چاک اور راز فاش نہ کروں گا تا آنکہ وہ علی الاعلان میرے مقابلہ پر نہ اتر آئے' اگر اس نے ایسا کیا تب میں اسے نہ چھوڑونگا' اس لئے از سرنو اپنے کاموں کی ابتدا کرو ' اور مجھ سے اپنی جانیں بچالو' بہت سے غمزدہ ہماری آمد سے خوش ہونگے اور بہت سے مسرور ہماری آمد سے مایوس ہوجائینگے۔

اے لوگو! ہم تمہارے حکمران و پاسبان بن گئے ہیں، ہم تم پر اللہ کے اس اقتدار سے حکمرانی کریں گے جو اس نے ہمیں عطا کیا ہے اور تمہاری حفاظت اللہ کے اس مال سے کریں گے جس سے اس نے ہمیں نوازا ہے، تم پر ہمارا یہ حق ہے کہ تم ہماری بات سنو اور ہماری مرضی کیمطابق ہماری اطاعت کرو' اور ہم پر تمہارا یہ حق ہے کہ ہم اپنے دائرہ کار میں تمہارے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کریں' لہذا ہماری خیر خواہی کے ذریعہ ہمارے عدل اور مال کے مستحق بن جاؤ اور اللہ کی قسم! تم میں سے بہت سے میرے ہاتھوں مرنے والے ہیں، تم میں سے ہر شخص کو ڈرنا چاہئے کہ کہیں وہ میرے ہاتھوں قتل نہ ہوجائے ۔

5.1.5 لغوی تحقیق:

غوى (باب ضرب) غيّا	گمراہ ہونا
الغَيّ	گمراہی
سفيه ج سفهاء	کم عقل، بے وقوف
حليم ج حلماء	دوراندیش، عقل مند

نبت ينبت نباتا(باب نصر)	اگنا، بڑھنا
تحاشى يتحاشى تحاشيا(باب تفاعل)	دور رہنا، بچنا
السرمدي	ابدی، دائمی
طرف يطرف طرفا عينه (باب ضرب)	آنکھ میں کوئی چیز لگانا جس سے پانی نکلے
سدّ يسدّ سدا(باب نصر)	بند کرنا
قهر يقهر قهرا (باب فتح)	مغلوب بنانا، مجبور کرنا
الحدث	بدعت، نئی چیز
سبق يسبق سبقا إلى (باب ضرب)	آگے بڑھنا
سلب يسلب سلبا (باب نصر)	زبردستی چھیننا
أدلج يدلج إدلاجا (باب إفعال)	پوری رات یا آخری حصہ میں چلنا
ناه ج نُهاة	منع کرنے والا
غاوٍ ج غواة	گمراہ، سرکش
دلج	رات میں چلنا
اعتذر يعتذر اعتذارا (باب افتعال)	معذرت کرنا، مجبوری ظاہر کرنا
عذر ج أعذار	بہانہ
غضّ يغض غضّا(باب نصر)	چشم پوشی کرنا، نگاہ پست کرنا
النُكر	برا کام
صنيع	کام، بھلائی
انتهك ينتهك انتهاكا (باب افتعال)	بے عزتی کرنا، حرمت کو پامال کرنا
حرمة ج حرم	عزت، عظمت
أطرق الصيد يطرق إطراقا (باب إفعال)	جال لگانا، شکار کے لئے پھندا لگانا
كانس ج كوانس ، كُنّس	ہرن جو اپنے پناہگاہ میں داخل ہو، یہاں عورتیں مراد ہیں
مكنس ج مكانس	چھپنے کی جگہ
لين	نرمی

سوّي يسوّي تسوية (باب تفعيل)	برابر کرنا
عنف يعنف عنفا به و عليه (باب كرم)	سختی کرنا، تشدد کرنا
عنف	تشدد، سختی
ظاعن	کوچ کرنے والا
سقيم ج سقام	بیمار
ظعن يظعن ظعنا(باب فتح)	کوچ کرنا
بلقاء ، بلق (باب سمع و كرم)	سیاہ وسفید داغوں والا ہونا، یہاں جھوٹ کو اس سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ جسم کا وہ حصہ جہاں کا رنگ سفید اور کالا ہوتا ہے وہ سارے جسم میں ممتاز نظر آتا ہے
بلق يبلق بَلَقا (باب سمع و كرم)	سیاہ وسفید داغوں والا ہونا
حلّ يحل حلا و حلالا (باب ضرب)	جائز ہونا، حلال ہونا
قناة ج قنوات	نیزہ یا نیزہ کی لکڑی
اغتمز يغتمز اغتمازا (باب افتعال)	طعنہ دینا
نقب ينقب نقبا(باب نصر)	نقب زنی کرنا
أجّل يؤجّل تأجيلا (باب تفعيل)	مؤخر کرنا، مہلت دینا
نبش ينبش نبشا (باب نصر)	ظاہر کرنا، کھود کر نکالنا
ريبة ج ريب	شک وتہمت
مُدلج	رات میں چلنے والا
سفك يسفك سفكا (باب ضرب)	خون بہانا
عقوبة ج عقوبات	سزا
إحنة ج إحن	کینہ
السل	لاغری، سل کی بیماری
هتك الستر يهتك هتكا (باب ضرب)	پردہ چاک کرنا
صفحة ج صفحات	چہرہ

استأنف يستأنف استئنافا (باب استفعال)	ازسرنو کرنا
ابتئس يبتئس ابتئاسا (باب افتعال)	غم زدہ ہونا
مبتئس	غمگین
سائس ج ساسة	منتظم، سیاستداں
ذائد ج ذادة	دفاع کرنے والا
خوّل يخوّل تخويلا (باب تفعيل)	عطا کرنا
وَلِيَ يلِي وِلاية و وَلاية الشيء و عليه	والی ہونا، ذمہ دار ہونا

5.1.6 ادبی صنف کا تعارف :

متن نثری اصناف ادب میں خطابت سے تعلق رکھتا ہے۔

5.1.7 متن سبق کا موضوع:

بصرہ میں امن وامان قائم کرتے ہوئے وہاں سے شر وفساد کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنا اور اہل بصرہ کو اموی حکومت کا تابع بنانا، جرم کی مناسبت سے نئے قوانین کا اعلان.

5.1.8 متن سبق کی توضیح وتشریح :

اس خطبہ سے خطیب کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے اور ان پر اثر انداز ہو کر انہیں ان احکامات پر عمل آوری کے لئے آمادہ کرے جنہیں وہ نافذ کرنا چاہتا ہے۔

اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں زیاد بڑی حد تک کامیاب رہے کیونکہ انہوں نے اس تقریر میں فن خطابت کے تمام عناصر کا استعمال کیا، تقریر میں تمہید کے بعد وہ بتدریج آگے بڑھتے ہوئے اپنا مدعا پیش کرتے ہیں اور اپنی تقریر کو سمیٹ لیتے ہیں، ونیز وہ اپنی اس تقریر میں ان تمام شرائط کا پورا پورا پاس ولحاظ رکھتے ہیں جن کی رعایت خطابت میں از حد ضروری ہوتی ہے، جیسے اپنی بات کو پوری قوت اور صراحت کے ساتھ پیش کرنا، سامعین کو مطمئن کرنا اور سحر انگیز کلام کے ذریعہ ان کے خیالات پر چھا کر ان کو اپنا گرویدہ بنا لینا اور اثر آفرینی کے ذریعہ ان کے دلوں کو موہ لینا، گفتگو اور لہجہ میں مقتضی حال کی رعایت رکھنا۔

تقریر کی بنیادی خوبی تمہید سے عیاں ہوتی ہے جس میں زیاد نے کھل کر انتہائی مؤثر انداز میں اختصار کے ساتھ بصرہ کے ناگفتہ بہ حالات پر تبصرہ کیا، تمہیدی کلمات میں زیاد ایک واعظ کی طرح نظر آتے ہیں جو سامعین کے دینی واخلاقی جذبات واحسات کی دکھتی ہوئی رگ پر انگلی رکھ کر انہیں جھنجھوڑتا ہے اور اس طرح وہ عوام کے دل ودماغ کو اپنی گرفت میں لے کر ایسے اعلانات کرتے ہیں جس کی سحر انگیزی کا انہیں بخوبی علم ہے، اور وہ اس طرح پوری فضاء کو ایک ایسے سازگار ماحول میں تبدیل کردیتے ہیں جس میں وہ اپنے سامعین سے بآسانی جو چاہے منواسکتے ہیں اور ان پر اپنے احکامات نافذ کرسکتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد زیاد کی لیاقت وصلاحیت کا بھرپور اظہار اس موقعہ پر ہوتا ہے جب وہ ان حالات کے سدھار اور ماحول کو پرامن رکھنے کی دعوت دیتے ہیں، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب فرمانروا اپنی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے سخت قوانین کا نفاذ عمل میں لائے

حالات کے قابو میں آنے تک مارشل لاء نافذ کردے، اور جزاوسزا کا قانون مقرر کرے، لہذا زیاد نے ہر جرم کی مناسبت سے اس کی سزا متعین کی اور اطاعت کے بدلے لوگوں کے مال وحقوق کی ضمانت لی، اور اس طرح انہوں نے ماضی کو بھلا کر ایک نئی زندگی شروع کرنے کی راہ ہموار کی اور حاضرین کو یقین دلایا کہ بھلائی کرنے والے کو اس کی بھلائی کا بدلہ ملے گا اور مجرم کو اس کے کرتوتوں کی سزا ملے گی۔

5.1.9 متن کی خصوصیات :

زیاد کی یہ تقریر مکمل طور پر خالص فکر پر مبنی ہے، مقرر نے تقریر کے دو شرطوں کی مکمل رعایت کی ہے

(۱) تقریر شروع سے آخر تک صاف اور واضح ہے، معنی کے لحاظ سے کہیں کوئی جھول اور پیچیدگی نہیں ہے

(۲) اس تقریر کو منطقی نہج پر مرتب کیا گیا ہے

مقرر نے ہر مسئلہ کو اس کے مناسب موقعہ پر پیش کیا ہے، فکری تسلسل، جملوں کا باہمی ربط، بات سے بات کا نکلنا، اور ہر مسئلہ کا اس کے مناسب جگہ پر آنا، یہ سب وہ چیزیں ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ مقرر نے اس تقریر کو خاص منصوبہ بندی کے تحت مرتب کیا ہے، مزید برآں وہ اس ہنر سے بھی بخوبی واقف ہے کہ اپنے نظریات وافکار کو کیسے پیش کیا جائے اور اس کے ذریعہ لوگوں کی عقلوں سے کیسے مخاطب ہو ، اور ان کے دلوں کی گہرائی میں کیسے اترا جائے ، اور وہ اپنے سامعین کے لئے شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھتا، فساد وانتشار کے اسباب اور ان کا علاج ، مشکلوں کا تذکرہ اور ان سے خلاصہ حاصل کرنے کی تدابیر وہ اس طرح پیش کرتا ہے کہ سامعین مطمئن ہوجاتے ہیں ، انہیں مطمئن کرنے کے لئے وہ دینی اور عقلی دلائل پیش کرتا ہے۔

اس تقریر کا آخری جملہ ''إن لی فیکم لصرعی کثیرۃ فلیحذر کل منکم أن یکون من صرعای''مقتضی حال کے اعتبار سے اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہے کہ زیاد کو یہ گمان گذرا کہ کہیں لوگ دوسری باتوں میں مشغول ہو کر زیاد کی سختی اور شدت کو نہ بھلا بیٹھیں، اس لئے وہ اپنی تقریر کو اس انذار وتھدید پر ختم کرتا ہے تا کہ تقریر کے اختتامی کلمات لوگوں کے ذہن ودماغ میں نقش ہوجائیں اور وہ اس کی سختی سے بچنے کے لئے شر وفساد سے باز آجائیں۔

5.1.10 اسلوبی خصوصیات :

بلاغت کی بہت سی خوبیوں کی حامل ہونے کی وجہ سے زیاد کی یہ تقریر عربی ادب میں فن خطابت کی بہترین مثال سمجھی جاتی ہے، اس میں فن خطابت کی تمام خوبیاں یعنی موقع محل کے لحاظ سے حسین وجمیل اور موزوں الفاظ کا انتخاب ، نپے تلے جملے ، جذبات کی فراوانی ، اسلوب بیان اور انداز خطابت کی انتہائی اثر اندازی ، پوری آن بان سے پائی جاتی ہے، چنانچہ پوری تقریر خوبصورت اور موزوں جملوں کا ایسا حسین وجمیل ہار معلوم ہوتی ہے کہ جس کا ایک ایک موتی بڑا آبدار ہے، اور اپنی جگہ الگ الگ ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے ایسا جڑا ہوا ہے کہ پورا ہار ایک ایسی لڑی لگتا ہے جس میں کہیں بھی ایک سوئی کے ناکہ کے برابر بھی خلا نہیں ہے ، خیالات وجذبات کو پوری قوت اور فصاحت وبلاغت کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ نہ کہیں تعقید ہے نہ گنجلک پن، چنانچہ موقع محل کے لحاظ سے کہیں پر ڈرانے دھمکانے کا انداز ہے تو کہیں پر منانے اور رجھانے کا، کہیں وعدہ وعید ہے تو کہیں ایفائے عہد اور انعام واکرام کی خوش خبری، کہیں آب رواں جیسا سبک پن تو کہیں آتش فشاں جیسا رُستاخیز، اور یہ سب موقع محل کے اعتبار سے، کہیں سوال وجواب کے پیرائے میں تو کہیں تشریح وتوضیح کے انداز سے، ہر موقع اور ہر انداز اپنی ادبی اور فنی خوبیوں کے ساتھ، اسی لئے ماہر نقاد اور مشہور ادیب شعبی نے کہا تھا کہ ''میں نے جب کبھی منبر پر کسی اچھے مقرر کو اچھی تقریر کرتے سنا تو اس خیال سے کہ اب کہیں غلطی نہ کر بیٹھے، ہمیشہ یہ خواہش کی کہ اب یہ چپ ہوجائے تو بہتر رہے گا، سوائے زیاد

کے، کہ وہ جتنا زیادہ بولتا تھا اور جتنی دیر تک بولتا تھا، اتنا ہی اچھا، مؤثر اور دلکش انداز تخاطب اختیار کرتا تھا۔

بعض جگہ تقریر میں بغیر تکلف کی سجع اور موزون کلام استعمال کیا گیا ہے جیسے **الجهالة الجهلاء ، و الضلالة العمياء ... لأهل طاعته ، و أهل معصيته .... من غرق قوما غرقناه ، و من أحرق قوما أحرقناه** وغیرہ۔

کثرت سے تاکیدی اسلوب کو اختیار کیا گیا، قسم کے الفاظ، نون تاکید اور إن اور لام تاکید۔

(فإن الجهالة الجهلاء ... إني رأيت آخر هذا الأمر ... و إني أقسم بالله لآخذنّ الولي بالمولى ... و أيم الله ! إن لي فيكم لصرعى كثيرة)

تقریر میں زیاد کی شخصیت اور اس زمانہ کے حالات کے اظہار:

اس خطبہ میں زیاد کی قوی شخصیت، اس کی عقل مندی اور سختی، معاشرہ اور سماج کے متعلق اس کے وسیع اور گہرے معلومات، اس کی ذہانت اور لوگوں کی نفسیات کا گہرا علم اور اس کا سیاسی تجربہ اور ماحول کو سازگار بنانے اور لوگوں کو اپنا تابع بنانے کی صلاحیت وقابلیت کا مکمل اظہار ہے۔

ساتھ ہی اس وقت بصرہ کے حالات اور بنوامیہ کے زمانہ میں سیاسی اتھل پتھل اور فساد و انتشار کی سیاست سے سماج کا مختلف گروہوں میں تقسیم ہونا اور فتنہ وفساد کے بازار کا گرم ہونا معلوم ہوتا ہے۔

5.1.11 خلاصہ : خطبۂ زیاد بن ابیہ :

سن 45 ہجری کی بات ہے کہ بصرہ کے گورنر ابن عامر تھے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے متعین تھے، وہ انتہائی نرم مزاج تھے جس کی وجہ سے مجرمین اور سرغنے حکومت کی گرفت سے آزاد تھے، جس کے نتیجہ میں بصرہ میں فسق وفجور کا بازار گرم ہو گیا تھا، اسی دوران صحابیء رسول عبداللہ بن ابی اوفی کی حضرت امیر معاویہ سے ملاقات ہوئی، تو انہوں نے ان سے لوگوں کا حال چال پوچھا تو آپ نے عرض کیا کہ جہاں تک بصرہ کی بات ہے تو وہاں شر پسندوں کا راج ہے اور اس کا گورنر کمزور ہے، اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے گورنر بصرہ ابن عامر کو برطرف کر دیا اور ان کی جگہ حارث بن عبداللہ الازدی کو گورنر مقرر کیا، اسی سال چند مہینوں بعد ان کو برطرف کر کے ان کی جگہ زیاد بن ابیہ کا تقرر فرمایا، جب زیاد بصرہ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ بصرہ شر پسندوں کا مرکز بنا ہوا ہے، جرائم کی روک تھام اور حکومت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے فوری اثر کے ساتھ سخت قوانین کا نفاذ ضروری ہو گیا تھا، لہذا زیاد بن ابیہ نے گورنری کا عہدہ سنبھالتے ہی ایک بلیغ خطبہ دیا جو بیک وقت زجر و توبیخ، ترغیب وتشویق اور نئے حاکم کے عزائم اور جرائم پر اس کی سخت گرفت کا آئینہ دار تھا، اس خطبہ میں زیاد نے لوگوں کی گمراہی، جہالت وسرکشی کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں نیکیوں کی ترغیب دی اور گناہوں سے باز رہنے کی تلقین کی اور فرمانبرداروں کے لئے اللہ نے آخرت میں جو اجر وثواب رکھا ہے اور نافرمانوں کے لئے جو وعیدیں قرآن میں ذکر کی گئی ہیں ان کی یاد دہانی کرائی، انہیں احساس دلایا کہ وہ اسلاف کے طریقوں کو چھوڑ چکے ہیں اور انہوں نے اپنے لئے ایک نئی راہ نکالی ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، جیسے کمزور کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا اور عورتوں کو دن دہاڑے لوٹ لینا اور فحاشی کے اڈے قائم کر لینا وغیرہ، ان جرائم کے تذکرہ کے بعد وہ لوگوں کو دھمکاتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ میں ان برائیوں کے خاتمہ کے لئے ایسی نرمی اپناؤں گا جس میں کمزوری کا کوئی شائبہ نہیں ہوگا اور ایسی سختی برتوں گا جس میں بے جا تشدد نہیں ہوگا، اپنی بات کو مزید پختہ کرنے کے لئے وہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہتے ہیں کہ میں غلام کے بدلہ آقا کو، مسافر کے بدلہ مقیم کو، قصوروار کے بدلہ بے قصور کو اور بیمار کے بدلہ تندرست کو پکڑوں گا اور حالات اتنے سنگین ہو جائیں گے کہ تم میں سے جب کوئی کسی سے ملاقات کرے گا

تو یہ کہے گا کہ بھائی فلاں کو توقتل کر دیا گیا ہے تم اپنی جان کی فکر کرو، اور خوب یاد رکھنا میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں کیونکہ حاکم کا جھوٹ بہت جلد مشہور ہوجاتا ہے ، میں جو بولتا ہوں وہ کر گزرتا ہوں، پھر انہوں نے چند احکامات دئے جن میں راتمیں گھر سے باہر نکلنے اور جاہلی نعرے لگانے سے سختی کے ساتھ منع کیا اور لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے کہا کہ تم میں سے اگر کسی کا مال لوٹ لیا جائے تو میں اس کی پابجائی کروں گا اور انہوں نے وجزاء سیئة سیئة مثلها کے تحت جرائم کے لحاظ سے ان کی سزاؤں کا اعلان کیا کہ جو جیسا کرے گا اس کو ویسی ہی سزا ملے گی ، اگر کوئی کسی کو پانی میں ڈبو کر مارے گا تو ہم بھی اس کو پانی میں ڈبو کر ماریں گے، اگر کوئی کسی کو آگ میں جلا کر مارے گا تو ہم بھی اسکو آگ میں جلا کر ماریں گے، جو کسی کے گھر میں نقب زنی کریگا تو ہم بھی اس کے دل میں نقب زنی کریں گے، جو کسی کی قبر کھودے گا ہم اس کو اسی قبر میں زندہ دفن کر دیں گے، خبر دار تم میں سے کوئی مشکوک حرکت کرتے ہوئے نظر نہ آئے ورنہ میں اسکی گردن اڑا دوں گا.

زیاد اپنے خطبہ کے آخری فقروں میں اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ ہم تمہارے حاکم اور محافظ ہیں، تمہارے ہم پر کچھ حقوق ہیں اور ہمارے تم پر کچھ حقوق ہیں، تم پر ہمارا حق یہ ہے کہ تم ہمارے احکامات مانو اور ان پر عمل کرو اور ہم پر تمہارا حق یہ کہ ہم تمہارے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ کریں اور تمہاری ضرورتوں کو پورا کریں، لوگوں میں اپنا خوف اور دہشت بٹھانے کے لئے زیاد اپنی اس تاریخی تقریر کو اس جملہ پر ختم کرتے ہیں کہ میں اللہ کی قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے میرے ہاتھوں قتل ہونے والے ہیں لہذا تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ میرا نشانہ بننے سے بچے.

5.1.12 نمونہ سوالات :

ا۔ ''اموی دور میں خطابت'' کے عنوان پر ایک جامع مقالہ تحریر کیجئے

۲۔ ''الخطبۃ البتراء'' کا خلاصہ لکھئے ونیز ''البتراء'' سے موسوم اس خطبہ کی وجہ تسمیہ بتلائیے

۳۔ زیاد بن ابیہ کی شخصیت وصلاحیت اور انکے ادبی مقام کا جائزہ لیجئے

۴۔ ''الخطبۃ البتراء'' کے خصوصیات پر سیر حاصل بحث کیجئے.

۵۔ مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے

ان كذبة الامير بلقاء مشهورة ، فاذا تعلقتم علي بكذبة فقد حلت لكم معصيتي . فاذا سمعتموها مني فاغتمزوها في . واعلموا ان عندي امثالها من نقب منكم عليه فانا ضامن لما ذهب من ماله ، فاياي ودلج الليل ، فاني لا أوتي بمدلج الا سفكت دمه ، وقد اجلتكم في ذلك بمقدار ما ياتي الخبر الكوفة ويرجع اليكم . واياي ودعوى الجاهلية ، فاني لا اجد احدا دعا بها الا قطعت لسانه .

۶۔ درج ذیل عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے بحوالہ متن سیاق وسباق واضح کیجئے

حَرَامٌ عَلَيَّ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ حَتّى أُسَوِّيَهَا بِالأَرْضِ هَدْماً وَإِحْرَاقاً . إِنِّيْ رَأَيْتُ آخِرَ هذَا الأَمْرِ لا يَصْلُحُ إِلا بِمَا صَلَحَ بِهِ أَوَّلُهُ :لِيْنٌ فِيْ غَيْرِ ضُعْفٍ ، وَشِدَّةٌ فِيْ غَيْرِ عُنْفٍ . وَإِنِّيْ لأُقْسِمُ بِاللهِ لآخذن الْوَلِيَّ بِالْمَوْلى ، وَالْمُقِيْمَ بِالظَّاعِنِ ، وَالْمُطِيْعَ بِالْعَاصِيْ وَالصَّحِيْحَ بِالسَّقِيْمِ ، حَتّى يَلْقَى الرَّجُلُ أَخَاهُ فَيَقُوْلُ :اُنْجُ سَعْدٌ فَقَدْ هَلَكَ سُعَيْدٌ!

5.1.13 مطالعہ کیلئے مفید کتابیں :

١۔البیان والتبیین للجاحظ

٢۔عربی ادب کی تاریخ ازعبدالحلیم ندوی

٣۔المفید فی الادب العربی لجماعۃ من الکتاب

۴۔الفن ومذاہبہ فی الشر العربی لشوقی ضیف

۵۔الجامع فی تاریخ الادب العربی لحنا الفاخوری

٦۔العقد الفرید لابن عبدربہ

5.2 خطبۃ العراق از حجاج بن یوسف الثقفی

5.2.1 تمہید:

حجاج بن یوسف الثقفی بنوامیہ کے ممتاز خطباء اور مشہور گورنروں میں سے تھا، اس نے اپنی تلوار اور زبان سے بنوامیہ کی حکومت کو مستحکم کیا اور اپنی سختی اور شدت پسندی سے حکومت کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا سد باب کیا، اسکی تقریریں زبان وادب کے اعتبار سے عربی زبان کے گوہر نایاب سمجھے جاتے ہیں۔

5.2.2 اغراض ومقاصد :

حجاج بن یوسف کے اس خطبہ کو پڑھنے سے عربی زبان کی وسعت اور خطیب کے الفاظ کو مقتضائے حال کے مطابق استعمال کرنے کی بے پناہ صلاحیت کا علم ہوتا ہے۔

5.2.3 متن سبق : خُطْبَةُ الحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ الثَّقَفِيّ :

يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ! إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اسْتَبْطَنَكُمْ فَخَالَطَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ ، وَالْعَصْبَ وَالْمَسَامِعَ وَالأَطْرَافَ وَالأَعْضَاءَ وَالشَّغَافَ ، ثُمَّ مَضَى إِلَى الأَمْخَاخِ وَالأَصْمَاخِ ، ثُمَّ ارْتَفَعَ فَعَشَّشَ ، ثُمَّ بَاضَ وَفَرَّخَ ، فَحَشَاكُمْ نِفَاقاً وَشِقَاقاً ، وَأَشْعَرُكُمْ خِلافًا ، قَدِ اتَّخَذْتُمُوْهُ دَلِيْلاً تَتَّبِعُوْنَهُ ، وَقَائِداً تُطِيْعُوْنَهُ ، وَمُؤَامِراً تَسْتَشِيْرُوْنَهُ . فَكَيْفَ تَنْفَعُكُمْ تَجْرِبَةٌ ، أَوْ تَعْظُمُ وَقْعَةٌ ، أَوْ يَحْجُزُكُمْ إِسْلامٌ ، أَوْ يَنْفَعُكُمْ بَيَانٌ ؟ أَلَسْتُمْ أَصْحَابِيْ بِالأَهْوَازِ ، حَيْثُ رُمْتُمُ الْمَكْرَ ، وَسَعَيْتُمْ بِالْغَدْرِ ، وَاسْتَجْمَعْتُمْ لِلْكُفْرِ ، وَظَنَنْتُمْ أَنَّ اللهَ يَخْذُلُ دِيْنَهُ وَخِلافَتَهُ ؟ وَأَنَا أَرْمِيْكُمْ بِطَرَفِيْ وَأَنْتُمْ تَتَسَلَّلُوْنَ لِوَاذاً ، وَتَنْهَزِمُوْنَ سِرَاعاً .

وَيَوْمُ الزَّاوِيَةِ! وَمَا يَوْمُ الزَّاوِيَةِ؟ بِهَا كَانَ فَشْلُكُمْ وَتَنَازُعُكُمْ وَبَرَاءَةُ اللهِ مِنْكُمْ ، وَنُكُوْصُ وَلِيِّهِ عَنْكُمْ ، إِذْ وَلَّيْتُمْ كَالإِبِلِ الشَّوَارِدِ إِلَى أَوْطَانِهَا ، النَّوَازِعِ إِلَى أَعْطَانِهَا ، لا يَسْأَلُ الْمَرْءُ مِنْكُمْ عَنْ أَخِيْهِ ، وَلا يَلْوِيْ الشَّيْخُ عَلَى بَنِيْهِ حَتّى عَضَّكُمُ السِّلاحُ وَقَصَمَتْكُمُ الرِّمَاحُ.

وَيَوْمُ دَيْرِ الجَمَاجِمِ! وَمَا يَوْمُ دَيْرِ الجَمَاجِمِ؟ بِهَا كَانَتْ الْمَعَارِكُ وَالْمَلاحِمُ بِضَرْبٍ يُزِيْلُ الْهَامَّ عَنْ مَقِيْلِهِ ، وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ .

يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ! أَهْلَ الكَفَرَاتِ بَعْدَ الْفَجَرَاتِ ، وَالْغَدَرَاتِ بَعْدَ الْخَتَرَاتِ ، وَالثَّوْرَةِ بَعْدَ النَّزَوَاتِ ! إِنْ أَبْعَثْكُمْ إِلَى ثُغُوْرِكُمْ غَلَلْتُمْ وَخُنْتُمْ ، وَإِنْ أَمِنْتُمْ أَرْجَفْتُمْ ، وَإِنْ خِفْتُمْ نَافَقْتُمْ ، لا تَذْكُرُوْنَ حَسَنَةً ، وَلا تَشْكُرُوْنَ نِعْمَةً ، هَلْ اسْتَخَفَّكُمْ نَاكِثٌ ، وَاسْتَغْوَاكُمْ غَاوٍ

، أَوِ اسْتَفَزَّكُمْ عَاصٍ ، أَوِ اسْتَنْصَرَكُمْ ظَالِمٌ ، أَوِ اسْتَعْضَدَكُمْ خَالِعٌ إِلا وَثَّقْتُمُوْهُ وَآوَيْتُمُوْهُ وَنَصَرْتُمُوْهُ وَرَضِيْتُمُوْهُ ؟

يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ ! هَلْ شَغَبَ شَاغِبٌ ، أَوْ نَعَب نَاعِبٌ ، إِلا كُنْتُمْ أَتْبَاعَهُ وَأَنْصَارَهُ ؟ أَلَمْ تَنْهَكُمُ الْمَوَاعِظِ ؟ أَلَمْ تَزْجُرُكُمُ الْوَقَائِعُ ؟ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلى أَهْلِ الشَّامِ فَقَالَ :

يَا أَهْلَ الشَّامِ ! إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ كَالظَّلِيْمِ الذَّابِّ عَنْ فَرَاخِهِ يَنْفِيْ عَنْهَا الْمَدَرُ ، وَ يُبَاعِدُ عَنْهَا الْحَجَرُ ، وَ يَكُنُّهَا مِنَ الْمَطَرِ ، وَ يَحْمِيْهَا مِنَ الضِّبَابِ ، وَيَحْرِسُهَا مِنَ الذِّئَابِ .

يَا أَهْلَ الشَّامِ ! أَنْتُمْ الْجُنَّةُ وَالرِّدَاءُ ، وَأَنْتُمْ الْعُدَّةُ وَالْغِطَاءُ .

5.2.4 صاحب سبق کا تعارف : حجاج بن یوسف ثقفی :

5.2.4.1 پیدائش اور حالات زندگی:

ابومحمد حجاج بن یوسف ثقفی ۴۱ھ میں پیدا ہوا، اس نے گمنامی اور ناداری کی حالت میں پرورش پائی، اس نے بچپن میں اپنے باپ کے ساتھ رہ کر طائف میں تعلیم حاصل کی لیکن اس کے شوق سے بھر پور اور عالی ہمت نفس نے اسے پستی کا احساس نہیں ہونے دیا، اس کی ہوشیاری اور فراست کو دیکھ کر عبدالملک بن مروان کے مددگار روح بن زنباع نے اسے اپنی فوج میں بھرتی کرلیا، جب خلیفہ نے لشکر میں بدنظمی دیکھی تو روح بن زنباع سے اس کا ذکر کیا تو اس نے حجاج کا نام بتایا، لہذا اس نے حجاج کو فوج کا افسر بنادیا تو حجاج نے اس کو منظم کیا اور دوبارہ اطاعت پر مجبور کر دیا، پھر جب اس نے عبداللہ بن زبیر کے خلاف لشکر کی قیادت کی تو اس کی شہرت بہت پھیل گئی اس نے عبداللہ بن زبیر کو شہید کرنے کے لئے مکہ کا محاصرہ کیا، پھر انہیں شہید کر کے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا، اس واقعہ سے اس کی صلاحیت مسلم ہوگئی اور عبدالملک کے دل میں اس کا احترام دو چند ہوگیا، ان دنوں عراق فتنوں کا مرکز بنا ہوا تھا اور خوارج کی بغاوت کی آگ سلگ رہی تھی تو عبدالملک نے اسے عراق کا گورنر بنادیا، حجاج اہل عراق کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آیا تا آنکہ ان کی گردنوں کو جھکا دیا اور ان کی فتنہ انگیزیوں کو دبا دیا، بالآخر انہیں ایک جماعت کے دائرہ میں اس طرح لے آیا کہ ان کی لاشوں کو ٹھکراتا تھا اور ان کے خون میں غوطے لگاتا تھا اور کسی میں اسے روکنے کی جرأت نہیں تھی، پھر وہ باقی عمر عراق میں ہی رہا، اس نے عبدالملک اور اس کے بیٹے کے لئے عراق میں ستون کا کام دیا، وہ اس کو منظم کرتا اور پھیلاتا رہا حتی کہ اس نے شام اور چین کے درمیانی علاقے سر کر لئے تھے اور وہ ۹۵ھ کو واسط شہر میں فوت ہوا۔

5.2.4.2 حجاج کے اخلاق اور خداداد صلاحیتیں

حجاج سرداری اور اقتدار کا حریص تھا، اس کے حصول کے لئے اس نے ظلم وتشدد کا سہارا لیا اور فصاحت و بلاغت اور قوت بیانی کو آلہ کار بنایا، اللہ تعالی نے اسے زور بیان اور قوت ارادی کا وافر سرمایہ عطا کیا تھا، بالآخر اسے مضبوط حکومت اور مکمل فرمانروائی مل گئی، ایک دن عبدالملک نے اسے کہا کہ ہر انسان اپنی خامیوں کو اچھی طرح پہچانتا ہے، تم بھی آج بلا کم وکاست اپنے عیوب اور نقائص کا اظہار کرو، اس نے کہا "میں بڑا ضدی ہوں، جھگڑالو، کینہ ور اور حاسد ہوں" تو جب کسی حکمران میں یہ اوصاف پائے جائیں تو وہ اختیار

ملنے پر فصل اور نسل کو تباہ و برباد کر دیتا ہے الا یہ کہ لوگ اس کے سامنے جھک جائیں اور فرمانبرداری اختیار کر لیں، وہ فصیح اللسان اور قوی دلائل کا مالک تھا، اس کے ہم عصروں میں کوئی بھی اس کا ہم پلہ نہ تھا۔

مالک بن دینار کہا کرتے تھے میں نے حجاج سے زیادہ اثر انگیز اور خوش بیان کسی کو نہیں دیکھا، وہ جب منبر پر کھڑا ہو کر اہل عراق کے ساتھ اپنے احسانات شمار کرتا، اپنے حسن سلوک اور ان کے اس سے برے برتاؤ کا ذکر کرتا تو میں حجاج کو سچا اور لوگوں کو جھوٹا سمجھتا، حالانکہ اس نے ان کے ایک لاکھ بیس ہزار افراد کو قید میں بند کر کے قتل کیا اور جب وہ فوت ہوا تو پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں اس کے قید خانہ میں بند تھے۔

5.2.5 متن کا ترجمہ : خطبہ حجاج بن یوسف :

اے اہل عراق! شیطان تمہارے اندر داخل ہو گیا ہے، وہ تمہارے گوشت وخون، تمہارے پٹھوں، کانوں، آنکھوں، اعضا اور دل میں پیوست ہو گیا ہے، پھر وہ دماغ اور کان کے سوراخوں تک جا پہنچا، پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے آشیانہ بنا لیا' پھر اس نے انڈے دیئے اور بچے پیدا کئے اور تمہیں منافقت ومخالفت سے بھر دیا اور حکم عدولی کرنا سکھا دیا، تم نے اسے ایسا رہنما بنالیا جس کی تم پیروی کرتے ہو، اور ایسا قائد بنالیا جس کی تم اطاعت کرتے ہو، اور ایسا مشیر بنالیا جس سے تم مشورہ لیتے ہو، تو پھر کیونکر تمہیں کوئی تجربہ فائدہ دے گا، یا کوئی واقعہ تمہیں نیکی کی ترغیب دے گا؟ یا پھر اسلام تمہیں کیسے روکے گا یا کوئی بیان تمہیں کیسے نفع دے گا؟ کیا تم میرے اہواز کے ساتھی نہیں ہو؟ جہاں تم نے مکر کا ارادہ کیا، بے وفائی کی کوشش کی اور کفر پر جمع ہو گئے اور تم نے یہ سوچ لیا تھا کہ اللہ اپنے دین وخلافت کو بے یار و مددگار چھوڑ دے گا، میں تمہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جب تم مجمع سے آہستہ سے کھسک رہے تھے اور تیزی سے شکست کھا رہے تھے۔

اور زاویہ کا دن، کیا تمہیں معلوم ہے کہ زاویہ کا دن کیسا تھا؟ جس دن تمہاری بزدلی اور آپس کی مخاصمت ظاہر ہوئی اور تم سے اللہ کی براءت اور اس کے ولی الأمر کا برگشتہ ہونا اس وقت ثابت ہوا جب تم پیٹھ پھیر کر اس طرح بھاگے جس طرح بدکے ہوئے اونٹ اپنے پناہ گاہوں کی طرف اور پردیسی اپنے وطن کی طرف بھاگتے ہیں، تم میں سے کوئی نہ اپنے بھائی کو پوچھ رہا تھا اور نہ کوئی بوڑھا اپنے بیٹوں کی طرف دھیان دے رہا تھا، یہاں تک کہ تمہیں ہتھیار نے کاٹ کھایا اور نیزوں نے تمہیں ہلاک کر دیا۔

اور دیر جماجم کا دن، دیر جماجم کا دن کیا ہے؟ جہاں خون ریز معرکے اور گھمسان کی لڑائیاں ایسی تلوار بازی کے ساتھ ہوئیں جس نے کھوپڑی کو اس کی جگہ سے الگ کر دیا اور دوست کو اپنے دوست سے غافل کر دیا۔

اے اہل عراق! ناشکروں، غداروں اور شورش پسندوں! اگر میں تمہیں سرحدوں پر بھیجوں تو تم چوری اور خیانت کرو گے، اور اگر تم پر امن ہو تو لوگوں کو بھڑکانے کے لئے افواہیں پھیلاؤ گے، اور اگر تمہیں خطرہ لاحق ہو تو تم منافقت کرو گے، تم نہ کسی اچھائی کو یاد رکھتے ہو اور نہ ہی کسی نعمت پر شکر بجالاتے ہو، جب کبھی کسی عہد شکن نے تمہیں سیدھے راستہ سے نہیں ہٹایا اور دھوکہ باز نے تمہیں گمراہ نہیں کیا، یا پھر کسی سرکش نے تمہیں متحرک نہیں کیا یا کسی ظالم نے تم سے مدد نہیں چاہی یا کسی بیعت توڑنے والے نے تم سے قوت طلب نہیں کی مگر تم نے اس پر اعتماد کیا اور اس کو پناہ دی اور اس کی مدد کی اور اسے پسند کیا۔

اے اہل عراق! کسی شورش پسند نے شورش برپا نہیں کی، یا کوے کی طرح کائیں کائیں کرنے والے نے آواز نہیں اٹھائی مگر تم اس کے پیروکار اور دست و بازو بن گئے، کیا نصیحتوں نے تمہیں نہیں روکا؟ کیا تمہیں واقعات سے عبرت حاصل نہیں ہوئی؟ پھر اہل شام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا:

اے اہل شام! میں تمہارے لئے اس شتر مرغ کے مانند ہوں جو اپنے چوزوں کی حفاظت کرتا ہے اور ان سے ڈھیلے روکتا اور پتھر دور کرتا ہے، انھیں بارش سے محفوظ رکھتا ہے اور کہر سے ان کی حفاظت کرتا ہے اور بھیڑیوں سے بچاتا ہے، اے اہل شام! تم ڈھال اور تلوار ہو، تم سازو سامان اور پردہ ہو۔

5.2.6 لغوی تحقیق:

استبطن يستبطن استبطانا (باب استفعال)	اندر داخل ہونا
خالط يخالط مخالطة و خلاطا (باب مفاعله)	گھل مل جانا
عصب ج أعصاب	پٹھا
مسمع ج مسامع	کان
طرف ج أطراف	آنکھ
شَغاف ج أشغفة و شغف	دل کا غلاف
مخ ج أمخاخ	دماغ (ہڈی کا گودا)
صماخ، أصماخ	کان کا اندرونی حصہ، کان کا سوراخ
عشّش يعشّش تعشيشا (باب تفعيل)	گھونسلہ بنانا، آشیانہ بنانا
فرّخ الطائر يفرّخ تفريخا (باب تفعيل)	پرندہ کا بچہ نکالنا
حشا يحشو حشوا (باب نصر)	بھرنا
شقاق	اختلاف، جھگڑا
أشعر يشعر إشعارا (باب إفعال)	بتانا، خبر دینا، اطلاع دینا، احساس دلانا
آمريؤامر مؤامرة (باب مفاعلة)	مشورہ کرنا
حجزيحجز حجزا (باب نصر و ضرب)	روکنا
أهواز	بصرہ کے قریب ایک جگہ کا نام
استجمع له الأمر يستجمع استجماعا (باب استفعال)	منشا کے مطابق ہونا
خذل يخذل خذلا (باب نصر)	بے یار و مددگار چھوڑنا
تسلّل يتسلل تسللا (باب تفعل)	بھیڑ میں سے چپکے سے کھسک جانا
يوم الزاوية	ایک مقام کا نام جہاں پر حجاج اور ابن الاشعث کے درمیان جنگ ہوئی
تنازع	اختلاف
نكص ينكص نكصا و نكوصا عن الأمر (باب نصر و ضرب)	رک جانا
شارد ج شوارد	فرار ہونے والے

نازعة ج نوازع، نزع (باب فتح) نزاعا و نزوعا الى أهله	مشتاق ہونا
عطن ج أعطان	اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ
لوى على، يلوي ليا (باب ضرب)	مڑنا
عضّ يعضّ عضا (باب سمع)	دانت سے پکڑنا
قصم يقصم قصما (باب ضرب)	توڑنا، ہلاک کرنا
دير الجماجم	ایک مقام کا نام جہاں پر حجاج اور عبدالرحمن ابن الاشعث کے فوجوں کے درمیان جنگ ہوئی
ملحمة ج ملاحم	جنگ
معركة ج معارك	میدان جنگ
هامة ج هام	کھوپڑی
مقيل	جگہ
الخترات	بدعہدیاں
ثورة ج ثورات	بغاوت، انقلاب
ثغر ج ثغور	سرحد، وہ جگہ جہاں سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہو
أرجف يرجف إرجافا (باب إفعال)	لوگوں کو بھڑکانے کے لئے بری خبریں پھیلانا
استخف يستخف استخفافا (باب استفعال)	جاہل سمجھنا، حق وصواب سے ہٹانا
نكث ينكث نكثا (باب نصر)	عہد توڑنا
استغوى يستغوى استغواء (باب استفعال)	گمراہ کرنا
غاوٍ	دھوکہ باز
استفز يستفز استفزازا (باب استفعال)	مضطرب کرنا، ابھارنا
استعضد يستعضد استعضادا (باب استفعال)	مدد طلب کرنا
شغب يشغب شغبا (باب فتح)	فساد برپا کرنا، شرارت کرنا
نعب ينعب نعبا و نعيبا (باب فتح و ضرب)	کوے کا کائیں کائیں کرنا
وقيعة ج وقائع	جنگ
ظليم ج ظِلمان و ظُلمان و أظلمة	نر شتر مرغ
فرخ ج أفراخ	پرندہ کے بچے
المدر	گارا
أكنّ يكنّ إكنانا (باب إفعال)	گھر میں چھپانا اور دھوپ سے بچانا
ضباب	گوہ
جُنة ج جُنن	ڈھال

عُدّة ج عدد تیاری

غِطاء ج أغطية پردہ

5.2.7 ادبی صنف کا تعارف :

نثری اصناف ادب میں متن کا تعلق خطابت سے ہے

5.2.8 متن سبق کا موضوع :

غم وغصہ کا اظہار، اہل عراق کی غداری اور خیانت، انکے مکروفریب کا بیان، اہل شام کی وفاداری اوران سے ہمدردی اوران کے دفاع کی ضمانت ویقین دہانی

5.2.9 متن سبق کی توضیح وتشریح :

اہل عراق سے جنگ ختم ہونے کے بعد یہ تقریر کی گئی ہے، مقرر کا مقصد اہل عراق کی سرکشی، خباثت اوران کی بے راہ روی اور حکومت وقت سے ان کی بغاوت کی مذمت بیان کرنا تھا، اپنے کو محسن اور انہیں غدار قرار دینا تھا، یہ بتانا مقصود تھا کہ حکومت کی بار بار نوازشوں اورعنایتوں کے باوجود اہل عراق کا شیوہ مسلسل سرکشی وفتنہ پردازی رہا ہے ۔

تمہیداً حجاج اہل عراق کی خباثت کا یوں اظہار کرتا ہے کہ اے اہل عراق! شیطان نے تمہارے اندر گھر بنالیا ہے، اور وہ مسلسل اپنی نسل کو تم میں بڑھا رہا ہے، جس کی وجہ سے نفاق وشقاق تمہاری فطرت بن گئی ہے، اب تم سے خیر کی کیا امید کی جاسکتی ہے کہ تم نے تو شیطان کو ہی اپنا راہنما ومشیر بنالیا ہے، تم نے ہر جگہ مکروفریب سے کام لیا اور مسلسل بغاوت وغداری کرتے رہے۔

دوسرے فقرے میں جنگ زاویہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جنگ میں تم ایسے پیٹھ پھیر کر بھاگے ہو جیسے بدکے ہوئے اونٹ بھاگتے ہیں، بوکھلاہٹ اور پریشانی کا یہ عالم تھا کہ کسی کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا، جو جدھر تھا ادھر بھاگ نکلا۔

پھر وہ دیر جماجم کی جنگ کا تذکرہ کرتا ہے جہاں پر اہل عراق کو کھلی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تھا، اس کے بعد وہ اہل عراق کی شورش پسندی اور ریشہ دوانیوں کا ذکر کرتا ہے کہ تمہیں اگر امن حاصل ہو تو جھوٹی افواہیں پھیلا کر فتنہ کی آگ بھڑکاتے ہو، اگر تمہیں جنگ میں مشغول کیا جائے تو مال غنیمت میں خیانت کرتے ہو، اگر جان پر بن آئی تو دورخی پالیسی اختیار کرتے ہو، جہاں کہیں سے تمہیں بغاوت وغداری کا موقعہ ملتا ہے تم اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

تقریر کے اختتام میں اہل شام کی وفاداری اوران کی حمایت وتائید کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان کا حامی وناصر اور انہیں اپنا سرمایہ اور سہارا قرار دیتا ہے۔

پوری تقریر میں اہل عراق کی مذمت بیان کی گئی ہے جو کہ موقع کے لحاظ سے مناسبت رکھتی ہے۔

5.2.10 متن کی خصوصیات :

خطبہ کے اجزاء آپس میں مربوط اور موضوع میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔

اپنے غم وغصہ کے اظہار کے لئے اور اہل عراق کی خباثت ظاہر کرنے کے لئے ایسا الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے جو حجاج کے مقصد کو ہر طرح نمایاں کرتے ہیں۔

تقریر کی ابتدا سے انتہاء تک اہل عراق کی مذمت، ان کا مکروفریب، ان کی سرکشی وبغاوت، ان خیانت وغداری کو بیان کیا گیا ہے

اہل شام کی وفاداری وہمنوائی اوران کے ساتھ خلوص وہمدردی کا اظہار کیا گیا ہے۔

5.2.11 اسلوبی خصوصیات :

حجاج کی یہ تقریر صرف اس کے غم وغصہ کا اظہار ہی نہیں بلکہ اس کی فصاحت وبلاغت، اس کی زبان دانی، اس کی خطابت، اس کے طریق استدلال، اس کے قائل کرنے کے ڈھنگ، اپنی بات کو سب سے افضل، واجب التعظیم، واجب العمل قرار دینے، اپنی مجبوری و معذوری اور معصومیت بیان کر کے اپنی سختی، وحشت اور بربریت کو عراقیوں کے اعمال وافعال، ان کی سیاست، ان کی زندگی اور طرز فکر ونظر کا نتیجہ بتانے اور اس پر دنیا کو قائل کرنے کی بہترین مثال ہے۔

اپنے مافی الضمیر کوادا کرنے کے لئے وہ زیاد کی طرح موقع محل کے لحاظ سے گرمی محفل پیدا کرنے کے لئے سجع کا سہارا بھی لیتا ہے لیکن زیاد کے برخلاف اس کی کوشش کرتا ہے کہ الفاظ جہاں تک ممکن ہو بھاری بھر کم ہونے کے ساتھ خوبصورت بھی ہوں، ثقیل متروک بھونڈے یا بھدے نہ ہوں، پھر انہیں اس طرح اپنی تقریر میں جوڑتا ہے کہ کبھی کبھی بہت ثقیل الفاظ بھی جملوں کی ترکیب میں برے نہیں لگتے ہیں۔

تشبیہ کی اہمیت اور معنی مقصود تک پہنچنے میں تشبیہ کی تاثیر کی وجہ سے حجاج کے خطبوں میں تشبیہ کا استعمال کثرت سے پایا جاتا ہے، مذکورہ خطبہ تشبیہ مفصل، تشبیہ بلیغ، استعارہ اور کنایہ وغیرہ پر مشتمل ہے :

تشبیہ مفصل :

(إذا وليتم كالإبل الشوارد إلى أوطانها)

اہل عراق کی مذمت کے ضمن میں یہ تشبیہ لائی گئی ہے، حجاج نے اس تشبیہ میں اہل عراق کے جنگ دیر جماجم میں موت سے ڈر کر بھاگنے کو بدکے ہوئے اونٹوں کے اپنے مقامات کی طرف بھاگنے سے تشبیہ دی ہے، اس تشبیہ میں تمام ارکان تشبیہ موجود ہیں، **أهل العراق** مشبہ (مشبہ وہ ہے جس کو تشبیہ دی جائے) **الإبل الشوارد** مشبہ بہ (مشبہ بہ وہ ہے جس سے تشبیہ دی جائے) وجہ شبہ (وہ وصف جو مشبہ اور مشبہ بہ میں مشترک ہوتا ہے) موت کے خوف سے راہ فرار اختیار کرنا، حرف تشبیہ (وہ حرف جس کو تشبیہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے) کاف ہے۔ لہذا یہ تشبیہ مفصل ہے۔

(يا أهل الشام إنما أنا لكم كالظليم الذاب عن فراخه) جہاں حجاج نے سابقہ تشبیہ سے اہل عراق کی مذمت بیان کی وہیں اس تشبیہ کے ذریعہ اس کا مقصد اہل شام کی مدح اوران کی حفاظت وحمایت میں اپنی حد درجہ کوششوں کو بیان کرنا ہے، اہل شام کو لاحق خطرات کے دفاع میں حجاج نے اپنے آپ کو اس نر شتر مرغ سے تشبیہ دی جو اپنے بچوں کی ہر خطرہ سے حفاظت کرتا ہے، اس تشبیہ میں سارے ارکان تشبیہ پائے جاتے ہیں، مشبہ :أنا (یعنی حجاج بن یوسف ثقفی)، مشبہ بہ :الظليم، وجہ شبہ :الذب (یعنی حفاظت کرنا)، حرف تشبیہ : کاف۔

اس تشبیہ کے ذریعہ حجاج اہل شام کو مطمئن کرنا چاہتا ہے کہ میری ہمدردی اور غم خواری کے تم ہی مستحق ہو۔

تشبیہ مفصل کی تعریف : تشبیہ مفصل وہ تشبیہ ہے جس میں حرف تشبیہ اور وجہ شبہ کا تذکرہ ہو۔

اس خطبہ میں تشبیہ بلیغ کے نمونے بھی پائے جاتے ہیں، جیسے (**أنتم الجنة و الرداء**) اس جملہ میں اہل شام کو ڈھال اور مددگار کہا گیا ہے، حرف تشبیہ اور وجہ شبہ کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

(و أنتم العدة و الغطاء)، اس جملہ میں بھی اہل شام کو محافظ اور سرمایہ قرار دیا گیا ہے، حرف تشبیہ اور وجہ شبہ کو حذف کر دیا گیا۔

تشبیہ بلیغ کی تعریف : تشبیہ بلیغ وہ تشبیہ ہے جس میں حرف تشبیہ اور وجہ شبہ کا ذکر نہ ہو۔

اس خطبہ میں استعارہ مکنیہ کی بھی بکثرت مثالیں ملتی ہیں جیسے وہ کہتا ہے (فكيف تنفعكم تجربة أو تعظكم وقعة) خطیب نے دیر جماجم کے واقعہ کو وعظ و نصیحت کرنے والے واعظ سے تشبیہ دی جو اہل عراق کو وعظ و نصیحت کر رہا ہے، واعظ جو مشبہ بہ ہے اس کو حذف کر دیا گیا اور اس کی طرف اشارہ کرنے والے لوازمات میں سے ایک لازمہ کا ذکر کیا گیا اور وہ "تعظكم" ہے، کیونکہ وعظ و نصیحت واعظ کی خصوصیات میں سے ہے۔

(أو يحجزكم إسلام) اس جملہ میں اسلام کو حاجز مادی سے تشبیہ دی گئی جس کا کام روکنا ہوتا ہے، پھر مشبہ بہ (حاجز مادی) کو حذف کر دیا گیا اور اس کی طرف اشارہ کرنے والے لوازمات میں سے ایک لازمہ کا ذکر کیا گیا اور وہ لفظ "يحجزكم" ہے، لہذا یہ استعارہ مکنیہ ہے۔

(حتى عضكم السلاح) اس جملہ میں سلاح کو حیوان مفترس سے تشبیہ دی گئی، پھر مشبہ بہ (حیوان مفترس) کو حذف کر دیا گیا اور اس کی طرف اشارہ کرنے والے لوازمات میں سے ایک لازمہ کا ذکر کیا گیا اور وہ "عضكم" ہے، لہذا یہ بھی استعارہ مکنیہ ہوا۔

(ألم تنهكم المواعظ) اس مثال میں مقرر نے مواعظ کو واعظ سے تشبیہ دی جو وعظ و نصیحت کا فریضہ انجام دیتا ہے، پھر مشبہ بہ (واعظ) کو حذف کر دیا گیا اور اس کی طرف اشارہ کرنے والے لوازمات میں سے ایک لازمہ کا ذکر کیا گیا اور وہ لفظ "مواعظ" ہے، کیونکہ وعظ و نصیحت کرنا واعظ کا خاصہ ہے، لہذا یہ بھی استعارہ مکنیہ ٹھہرا۔

استعارہ :

استعارہ مجاز لغوی میں سے ہے، یہ ایسی تشبیہ ہے جس میں طرفین تشبیہ (مشبہ، مشبہ بہ) میں سے کسی ایک کو حذف کر دیا گیا ہو، اور اس کا تعلق ہمیشہ مشابہت سے ہوتا ہے

استعارہ کی دو قسمیں ہیں

(۱) استعارہ تصریحیہ (۲) استعارہ مکنیہ

استعارہ تصریحیہ وہ ہے جس میں مشبہ بہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہو

استعارہ مکنیہ وہ استعارہ ہے جس میں مشبہ بہ کو حذف کر دیا گیا ہو اور مشبہ بہ کے لوازم میں سے کسی لازم کے ذریعہ مشبہ بہ کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہو۔

متن میں کنایہ کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جیسے

(حيث رمتم المكرَ) اس تعبیر سے خطیب کا مقصد یہ ہے کہ وہ اہل عراق کو خبیث وغدار و دھوکہ باز قرار دینا چاہتا ہے، اسی وجہ سے یہ کنایہ عن الصفۃ ہے، اور وہ خبث کی صفت ہے۔

(و يذهل الخليل عن خليله) یہ دہشت زدہ ہونے سے کنایہ ہے، اس میں وہ دیر جماجم کے معرکہ کا (جو کہ عظیم ترین واقعہ شمار کیا جاتا ہے جس میں زبردست قتل و غارتگری اور خون ریزی اور بے شمار قتل ہوئے) وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ واقعہ اتنا دہشت ناک تھا کہ اس نے ہر ایک کو دوسرے سے غافل کر دیا، یہ بھی کنایہ عن الصفۃ ہے، اور وہ صفت انبہار اور دہشت ہے۔

کنایہ کی تعریف : کنایہ ایسا لفظ ہے جس کو بول کر اس کا لازمی معنی مراد لیا جائے، جبکہ اس کا اصلی معنی مراد لینا بھی جائز ہو مکنی عنہ کے اعتبار سے کنایہ کی تین قسمیں ہیں، اس لئے کہ مکنی عنہ کبھی صفت ہوتی ہے، کبھی موصوف، اور کبھی نسبت ہوتی ہے، اول کو کنایہ عن الصفۃ، ثانی کو کنایہ عن الموصوف، اور ثالث کو کنایہ عن النسبۃ کہتے ہیں۔

اس تقریر سے جہاں حجاج کی فصاحت و بلاغت اور اس کے زور بیان کا پتہ چلتا ہے وہیں اس کے اور ابن الاشعث کے درمیان ہونے والی جنگوں، اہل عراق کے حالات، ان کے انتشار اور حکومت وقت کے ساتھ ان کے رویہ کا بھی علم ہوتا ہے۔

5.2.12 خلاصہ :

اس تقریر میں حجاج نے دو جنگوں کا ذکر کیا ہے، ایک زاویہ دوسری دیر جماجم، یہ دونوں جنگیں حجاج اور عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کے درمیان ہوئی تھیں، ابتداء میں ابن الاشعث اموی فوج کے سپہ سالاروں میں تھے، بعد میں حجاج کی توہین کی وجہ سے بغاوت پر اتر آئے، بغاوت کی ابتداء یوں ہوئی کہ سن 80ھ میں حجاج نے کوفہ اور بصرہ سے چالیس ہزار نفوس پر مشتمل ایک لشکر جرار ترتیب دے کر ترک بادشاہ رتبیل سے مسلمانوں پر کئے گئے مظالم کا بدلہ لینے کے لئے عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کی کمان میں بھیج دیا، حالانکہ حجاج کے نزدیک ابن الاشعث نہایت ہی مغضوب تھے حتی کہ حجاج کہا کرتا تھا کہ میں جب بھی ابن الاشعث کو دیکھتا ہوں تو اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، ابن الاشعث فوج سمیت رتبیل کے ملک کی طرف نکلے اور کئی شہروں اور علاقوں پر قبضہ کے بعد اپنی فوجوں کو رکنے کا حکم دیا تاکہ مفتوحہ علاقوں کا انتظام مکمل ہو اور مسلمان وہاں رہ کر مکمل تیاری کے ساتھ اگلے سال ترک کے مرکزی شہر مدینۃ العظماء پر زوردار حملہ کریں، اس پر ساری فوج متفق ہوگئی، ابن الاشعث نے حجاج کو خط لکھا جس میں فتوحات اور تمام تفصیلات سے آگاہ کیا اور اپنے اگلے سال کے پروگرام سے متعلق بھی تفصیل لکھ دی، سن 81ھ میں ابن الاشعث کو حجاج کا پیغام ملا جس میں اس نے ابن الاشعث کے اس فیصلہ کو نہایت ناقص گردانا، ناقص العقل، بزدلی کا طعنہ اور جنگ سے منہ پھیر کر بھاگنے والا شخص کہہ کر مخاطب کیا اور فوری حملہ کا حکم دیا، اس کے بعد اسی جیسے کئی خطوط حجاج نے ابن الاشعث کو بھیجے جس میں اس کے لئے انتہائی توہین آمیز کلمات استعمال کئے گئے، اس طرح کے یکے بعد دیگرے آنے لگے تو ابن الاشعث نے کہا حجاج میری طرف ایسی باتیں لکھ کر بھیجتا ہے حالانکہ میں اسے اپنی فوج کا ادنی سپاہی بھی بنانا پسند نہیں کروں گا، پھر ابن الاشعث نے اپنی فوج میں سے چیدہ چیدہ افراد کو جمع کر کے ان سے کہا کہ حجاج اس بات پر مصر ہے کہ دشمن کے علاقے پر فوری حملے کریں اور یہ وہی علاقے ہیں جہاں آپ کے بھائی گزشتہ کل ہلاکت کے منہ میں جا چکے ہیں اور سردیوں کا موسم بھی قریب آرہا ہے، تم مشورہ کرلو، میں اپنے بارے یہ وضاحت کرتا ہوں کہ میں حجاج کی اطاعت نہیں کروں گا، اس نے قوم سے خطاب کیا اور ان کے علم میں اپنی اور دیگر دانشوروں کی رائے کو لایا کہ وہ اس سال یہیں رہیں گے اور مال و اسباب اور اسلحہ جمع کر کے سردی ختم ہونے بعد دشمن کے علاقوں میں داخل ہوں گے اور ایک ایک علاقہ کو فتح کرتے ہوئے رتبیل کے مرکزی شہر مدینۃ العظماء کا محاصرہ کریں گے، پھر اس نے حجاج کا حکم نامہ سنایا جس میں رتبیل پر فوری حملہ کا سنایا تھا، اس کے اردگرد لوگ جمع ہوگئے اور پکارنے لگے کہ ہم اللہ کے دشمن حجاج کی کوئی بات نہیں مانیں گے اور اس کی اطاعت سے براءت کا اعلان کرتے ہیں

پھر ابن الاشعث اپنی فوجیں لے کر سجستان سے عراق کی جانب چل پڑا تاکہ حجاج سے کر کے عراق چھین لے، جب حجاج کو اس بارے میں علم ہوا تو تمام صورت حال خلیفۃ عبد الملک کو لکھ بھیجا اور اس سے فوری لشکر بھیجنے کی استدعا کی، حجاج بھی ابن الاشعث کے مقابلہ پر نکل پڑا اور بصرہ میں پڑاؤ ڈال دیا، لوگ ابن الاشعث کے گرد جوق در جوق جمع ہوگئے، کہا جاتا ہے کہ ابن الاشعث کے ماتحت تینتیس

ہزار سوار اور ایک لاکھ بیس ہزار پیادہ فوج چل پڑی ،حجاج شامی افواج لے کر بصرہ سے نکلا، سن 82ھ محرم میں زاویہ کا واقعہ پیش آیا جس میں ابن الاشعث اور حجاج کی فوجیں آپس میں نبرد آزما ہوئیں، حجاج نے پے در پے حملے شروع کر دئے تو ابن الاشعث کی فوج میں موجود قراء کے دستہ کے سردار جبلہ بن زجر نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا :اے لوگو! تم میں سے پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا سب سے برا شخص ہوگا، اپنے دین و دنیا کی حفاظت کے لئے لڑو، سعید بن جبیر نے بھی اس قسم کی تقریر کی، شعبی نے کہا : حجاج کی فوج سے ان کے ظلم کے مقابلے کے لئے لڑو، وہ ضعیف لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور یہ لوگ نمازوں کو ضائع کرنے والے ہیں ان سے لڑو، دونوں فوجوں میں زبردست مقابلہ ہوا جس میں بالآخر ابن الاشعث کو شکست ہوئی.

اسی سال شعبان کے مہینہ میں دیر الجماجم کے جنگ کی ابتدا ہوئی، ابن الاشعث زاویہ کی جنگ کے بعد اپنے باقی ماندہ لشکر کو لے کر کوفہ پہنچا ، وہاں لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس کے ارد گرد کثیر تعداد میں جمع ہو گئے، مطر بن ناجیہ کوفہ پر حجاج کا نائب تھا اس کو برطرف کر دیا گیا، ابن الاشعث کو کوفہ پر مکمل حکمرانی حاصل ہوگئی، بصرہ سے آنے والے گروہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے، حجاج کو جب اس کی اطلاع ملی تو وہ اپنے شامی دستوں کے ساتھ بصرہ سے روانہ ہوا، ابن الاشعث اپنی فوج لے کر دیر الجما جم پہنچا.

سن 83ھ شروع ہوا تو اس کے ساتھ ہی لوگ جنگ و جدال کی تیاری میں مصروف ہو گئے، حجاج اپنی فوج کے ساتھ دیر قرہ میں تھا جب کہ ابن الاشعث ساتھیوں کے ہمراہ دیر الجماجم میں تھا، دونوں طرف سے روزانہ حملے ہوتے رہے، اکثر و بیشتر فتح اہل عراق کو ہوتی حتی کہ اہل عراق (ابن الاشعث کی فوج) نے اہل شام (حجاج کی فوج) کو اسی مرتبہ سے زیادہ حملے کر کے نقصان پہنچایا، اس کے باوجود حجاج ثابت قدم رہا اور اہل شام اپنے مورچوں پر ڈٹے رہے، حالات اسی طرح رہے یہاں تک کہ حجاج نے اپنی فوج کو قاریان قرآن کے دستہ پر حملے کا حکم دیا، ابن الاشعث کی فوج ان کے تابع تھی اور وہی قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کو جنگپر ابھارتے تھے اور ان کے جذبات بر انگیختہ کرتے تھے، لوگ بھی ان کی اقتداء میں جم کر لڑتے تھے، حجاج کے دستوں نے جب قراء پر حملہ کیا تو انہوں نے جم کر مقابلہ کیا، پھر حجاج نے تیر اندازوں کا دستہ بھیجا جنھوں نے قراء پر زبردست تیر اندازی کی یہاں تک کہ بہت سے قاری قتل کر دئے گئے، ابن الاشعث کی فوج شکست کھا گئی اور چاروں طرف بکھر گئی

حجاج اپنی تقریر کی ابتداء اس بات سے کرتا ہے کہ اہل عراق کی طبیعت میں فتنہ و فساد رچ بس گیا ہے، شیطان نے ان کے اندر اپنا گھر بنا لیا ہے، جس کا نتیجہ ہے کہ ان کو نہ کوئی نصیحت فائدہ دیتی ہے اور نہ کسی واقعہ سے انہیں عبرت حاصل ہوتی ہے، اس طرح اہل عراق کی سرکشی ان پر واضح کرنے کے بعد حجاج انہیں ان دو جنگوں کی یاددہانی کرواتا ہے جس میں انہیں حجاج کے مقابلہ میں کھلی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تھا، پھر ان کی نافرمانی اور غداری کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم تو اتنے سرکش اور بے وفا ہو کہ ذرا ذرا سی بات پر ناشکری پر تل جاتے ہو، ہلکا سا بہانہ مل جائے تو بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہو، کسی کے ذرا سی امید دلانے پر تم اس کے تابع ہو کر نافرمانی پر اتر آتے ہو، اس زجر و توبیخ کے بعد وہ اہل شام کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے

اے اہل شام میں تمہاری ہر طرح سے نگہداشت کروں گا جیسے شتر مرغ اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرتا ہے اور ان کی ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے، تم قابل بھروسہ اور ضرورت کے وقت مددگار و معاون ہو

5.2.13 نمونہ سوالات :

ا۔ حجاج بن یوسف الثقفی کی شخصیت، اسکی سیاست و ادبی صلاحیت پر ایک مقالہ تحریر کیجئے.

۲۔"خطبۃ العراق"، میں مستعمل تشبیہات کی تشریح مثالوں سے واضح کیجئے.

۳۔"خطبۃ العراق"، میں مستعمل استعارہ اور کنایہ کی نشاندہی کرتے ہوئے اسکی وضاحت کیجئے.

۴۔خطبہ حجاج بن یوسف الثقفی کا خلاصہ قلمبند کیجئے.

۵۔مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگائیے اور ترجمہ کیجئے.

يا اهل العراق! اهل الكفرات بعد الفجرات ، والغدرات بعد الخترات ، والثورة بعد النزوات! إن أبعثكم الى ثغوركم غللتم وخنتم ، وان امنتم ارجفتم ، وان خفتم نافقتم ، لا تذكرون حسنة ، ولاتشكرون نعمة ، هل استخفكم ناكث ، واستغواكم غاو ، او استفزكم عاص ، او استنصركم ظالم ، او استعضدكم خالع الا وثقتموه وآويتموه ونصرتموه ورضيتموه ؟

۶۔عبارت ذیل کا بحوالہ متن ترجمہ وتشریح کیجئے.

وَيَوْمُ الزَّاوِيَةِ! وَمَا يَوْمُ الزَّاوِيَةِ؟ بِهَا كَانَ فَشْلُكُمْ وَتَنَازُعُكُمْ وَبَرَاءَةُ اللهِ مِنْكُمْ ، وَنُكُوصُ وَلِيِّهِ عَنْكُمْ ، إِذْ وَلَّيْتُمْ كَالإِبِلِ الشَّوَارِدِ إِلَى أَوْطَانِهَا ، النَّوَازِعِ إِلى أَعْطَانِهَا ، لا يَسْأَلُ الْمَرْءُ مِنْكُمْ عَنْ أَخِيْهِ ، وَلا يَلْوِيْ الشَّيْخُ عَلَى بَنِيْهِ حَتّى عَضَّكُمُ السِّلاحُ وَقَصَمْتْكُمْ الرِّمَاحُ .

وَيَوْمُ دَيْرِ الْجَمَاجِمِ! وَمَا يَوْمُ دَيْرِ الْجَمَاجِمِ؟ بِهَا كَانَتْ الْمَعَارِكُ وَالْمَلاحِمُ بِضَرْبٍ يُزِيْلُ الْهَامَّ عَنْ مَقِيْلِهِ ، وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ .

5.2.14 مطالعہ کیلئے مفید کتابیں :

۱۔البیان والتبیین للجاحظ

۲۔العقد الفرید لابن عبدربہ

۳۔عیون الاخبار لابن قتیبہ

۴۔الفن ومذاہبہ فی النثر العربی لشوقی ضیف

۵۔عربی ادب کی تاریخ از عبدالحلیم ندوی

۶۔الجامع فی تاریخ الادب العربی لحنا الفاخوری